معیارِ برتری

﴿ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۝ ﴾

[الحجرات : ۱۳]

''لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد (حضرت آدم علیہ السلام) اور ایک عورت (حضرت حوا) سے پیدا کیا اور تمھیں مختلف قوموں اور قبیلوں میں اس لیے تقسیم کردیا تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے، بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا اور ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔''

۲۷: نوحہ (ماتم) کرنا اور سننا:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، آپ فرما رہے تھے:

((من نيح عليه فإنه يعذب بما نيح عليه يوم القيامة .)) (صحيح بخاري، رقم الحديث: ١٢٩١ ـ صحيح مسلم، رقم الحديث: ٩٣٣)

''جس پر نوحہ کیا گیا اسے قیامت کے دن نوحہ کے وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔''

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((لعن رسول الله النائحة والمستمعة .)) (ابو داود، رقم الحديث: ٣١٢٨)

''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی عورت پر لعنت کی ہے۔''

۲۸: نمازیوں کو تکلیف دینا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من أكل البصل والثوم والكراث فلا يقربن مسجدنا فإن الملائكة تتأذى مما يتأذى منه بنو آدم .)) (صحيح مسلم، رقم الحديث: ٥٦٤)

''جس شخص نے (کچا) پیاز، لہسن گندنا کھایا ہو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کیونکہ جس چیز سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے اس سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے۔''

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من حلف على يمين يقتطع بها مال امرئ مسلم هو عليها فاجر لقى الله عليه غضبان)) (صحيح بخارى، رقم الحديث: ٢٣٥٦، ٢٣٥٧، ابو داود: ٣٢٤٣، مسلم: ١٣٨)

''جو شخص قسم کھا کر کسی مسلمان بھائی سے مال لے لے حالانکہ اس قسم کھانے میں وہ جھوٹا ہو تو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوگا۔''

۲۹: بال جوڑنے اور جڑوانے والی عورت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لعن الله الواصلة والمستوصلة، والواشمة والمستوشمة .))

(سنن ترمذى، رقم الحديث: ٢٧٨٣)

''اللہ تعالیٰ نے لعنت کی بال جوڑنے والی اور بال جڑوانے والی پر اور گودنے والی پر اور گودوانے والی پر۔''

(عبدالرحیم بلتستانی)



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا

بانی
مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ

سرپرست
مولانا ابوبکر صدیق السلفی

مسلک اہلحدیث کا داعی و ترجمان

ہفت روزہ

الاعتصام

لاہور

یکے از مطبوعات دارالدعوۃ السلفیۃ

06 جمادی الاولیٰ 1433ھ جمعۃ المبارک 30 مارچ تا 05 اپریل 2012ء

شمارہ 13 جلد 64

بدل اشتراک

فی پرچہ	:	-/12 روپے
سالانہ	:	-/500 روپے
بیرونی ممالک سے	:	-/200 ریال
		-/60 ڈالر امریکی

خط کتابت کے لیے	:	ہفت روزہ الاعتصام، 31 شیش محل روڈ، لاہور
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر	:	ABL 2466-4 بلال گنج برانچ لاہور
فون نمبر	:	042-3735 4406
فیکس نمبر	:	042-37229802
رجسٹرڈ نمبر	:	CPL : 12

E-Mail: al.aitisam@gmail.com

پرنٹر: پرنٹ یارڈ پرنٹرز، لاہور۔ ناشر: حافظ احمد شاکر، مقام اشاعت: 31 شیش محل روڈ لاہور 54000

اداریہ

اصل میں سب ایک ہیں

حافظ احمد شاکر

کچھ عرصہ سے سیاست کے جوہڑ میں مختلف اصحاب سیاست اپنے ظاہری و باطنی مفادات کی خاطر کنکر بلکہ پتھر پھینک کر جو ایک دوسرے پر غلیظ چھینٹے اڑا رہے ہیں اس میں ان کی بدعنوانیوں کا عیاں ہونا تو کوئی نئی بات نہیں کہ پسماندہ ممالک خصوصاً مسلمان ممالک کے لیے طاغوت کی بھیجی ہوئی جمہوریت سے یہی نتائج نکلتے ہیں اور وہ یہاں بھی نکل آئے۔ ہاں البتہ اپنی لاعلمی کا اعتراف کرتے ہوئے عرض ہے کہ یہ آشکارا اب ہوا اور ہم ہی نہ سمجھ سکے وگرنہ سیاستدانوں نے تو فرینڈلی اپوزیشن کی اصطلاح ایجاد اور اس کو عام کر کے اپنا مافی الذهن والضمير ظاہر کر دیا تھا کہ حصول اقتدار کی خاطر اصل میں سب ایک ہوتے ہیں باقی سب عوام کو بے وقوف بنانے کی کہانیاں ہی ہوتی ہیں۔ اشارات ملاحظہ فرمایئے:

- فریقین کے اشتراک یا ملی بھگت سے میثاق جمہوریت کے نام پر ایک خوش کن تحریر پیش کر کے عوام کو مطمئن کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی۔
- اقتدار وصول کرتے وقت خیر سگالی کی ملاقات کے عہد و پیمان کو ''یہ کونسی حدیث ہے'' کہہ کر روند دیا گیا۔ جمہوریت کی سمّیت سے وطن کے لق ودق ہوتے ہوئے صحرا میں زبوں حال معیشت کے کڑی دھوپ سے جھلستے عوام کے جذبات نے جب بھی مفاداتی جمہوریت کی طرف التجا بھری نظروں سے دیکھا تو باری کی منتظر فرینڈلی اپوزیشن نے جمہوریت کو اپنی آغوش میں لے کر ہر ممکن حد تک عوامی جذبات کی آنچ کو...... بھڑکنے کی بجائے ......مثبت توقعات کے ساتھ مدھم کر کے امداد باہمی کے سنہری اصول ''خیال رکھنے'' کی مخلصانہ کوششیں کیں جس کے طفیل جمہوریت اب تک حکمرانوں کے لیے مسلسل ثمر آور ہے۔
- وطن عزیز میں ہر فیصلہ کن موڑ کے وقت عموماً کوئی نہ کوئی اہم وقوعہ ہو جانے لیکن اصل میں کرائے جانے پر حسن......اتفاق یا باہمی......اتفاق سے بڑے بھائی عموماً وطن میں موجود ہی نہیں ہوتے کہ ہونے سے نہ ہونا امداد باہمی کے لیے بہتر خیال کرتے ہوں گے لیکن جب سے مہران بنک کیس کی پٹاری کھلنا شروع ہوئی ہے تب سے این۔ آر۔ او، سوئس بنک کیس اور کرپشن کے شعلوں کی بلندی بڑھنے سے رک چکی ہے کہ یہ جواب آں غزل تھا مہران بنک کیس کی زد میں آنے والی بعض جماعتوں میں سے کچھ نے بالبداہت انکار کیا ہے اور کچھ جماعتیں چونکہ چنانچہ کی اوڑھنیاں لیتی رہیں بلکہ اب تک لے رہی ہیں لیکن حکومت کا اصل نشانہ اس کی فرینڈلی اپوزیشن تھی جس نے جوابی حملہ میں خیبر بنک کا پھول جب گملے سمیت بھیجا تو پھول کھلا ضرور مگر کھل کے مسکرا نہ سکا، یعنی سب کا سب ہی زیر زمین جانے لگ گیا کہ دھیرے دھیرے ایک دوسرے کی کارستانیاں وقت کی دھول سے اٹنا شروع ہو جاتی ہیں اور وہ اٹنے لگیں کہ اگر سیاست کے طیارے کا بلیو بکس کھل جاتا تو پھر سیاست کے محمود و ایاز حکمرانوں کے ابوالفضل اور فیضی یا اپوزیشن کے بیربل اور ملا دوپیازہ ایک ہی صف میں کھڑے نظر آجانے کا دھڑکا سب ہی کو تھا۔

آنے والے انتخابات کا نتیجہ کیا ہوتا ہے اور اقتدار کا اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے؟ اس سوال سے تمام طالبانِ اقتدار پریشان اور خوف زدہ ہیں مضبوط کلے والے اور باری کے منتظر اقتدار کے امیدواروں میں ہلچل مچی ہوئی ہے۔ کہ کہیں کوئی تیجا آکر جھگا ہی نہ گال دے۔ تیجا توقع سے زیادہ خود اعتمادی، جوان خون سے خوش گمان، گھاگ سیاستدانوں کے بہلاؤوں سے خوش فہم اور جاگیرداروں کے قبضے میں مجبور و مقہور ووٹروں سے کچھ زیادہ ہی پرامید ہو کر مستقبل کے تانے بانے بننے لگ گیا ہے کہ میری وزارت عظمی میں یہ نہیں ہوگا وہ نہیں ہوگا اور میرے اقتدار میں میرٹ اور انصاف کا بول بالا ہوگا حالانکہ وطن عزیز کے حکمران نہ تو اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی سے چلے کا مظہر ہوتے ہیں کہ اقتدار کے ہمیشہ سے آقائے ولی نعمت کی چشم ابرو کا رہین منت ہونے کی رسم زمانہ قدیم سے چلی آرہی ہے اخبارات میں ایک مصرعہ طرح آیا ہے کہ عام انتخابات اکتوبر میں ہونے کا امکان نظر آنے لگ گیا ہے بڑے اور چھوٹے

بھائی کے مابین یہ اصول طے پا گیا ہے کہ سیاست صرف ''شاید میدان میں موجود'' سیاستدانوں کے لیے ہے لہٰذا حسب سمجھوتہ...... یا ملی بھگت...... کہ بجٹ کے بعد نون لیگ کے ارکان استعفٰی دیں گے، تو وزیراعظم صدر کو اسمبلیاں تحلیل کرنے کا مشورہ دیں گے اور پھر نئے انتخابات کا ڈول ڈال دیا جائے گا نیز دونوں جماعتوں کے چار کے ٹولے رضا ربانی، اعتزاز احسن، اسحاق ڈار اور چوہدری نثار نے اس خفیہ معاہدے کی تفصیلات طے کیں جس میں یہ بھی طے پایا کہ سیاستدان بھارت سے تجارت کھولنے کے لیے رویہ نرم رکھیں اور دفاع پاکستان کونسل کا زور توڑنے میں بھی باہم معاون ہوں گے یہ معاہدہ روزنامہ ایکسپریس کے ۱۷ مارچ ۲۰۱۲ء کے پہلے صفحہ پر اور بقایا صفحہ نمبر ۵ کے بقیہ نمبر ۲ میں چھپ چکا ہے یہ ہے اس خفیہ معاہدے کی تفصیلات کا عکس، جس کے راز ہائے دروں پردہ اخبارات دھیرے دھیرے نمایاں کرتے رہتے ہیں جو غماز ہیں اس بات کے کہ ع دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا۔

حیرانی اس بات پر ہوتی ہے کہ پاکستانیت کے بڑے بڑے دعوے دار سیاستدان بھی بھارت سے تجارت پر مہر بہ لب ہیں کیوں؟ شاید اس لیے کہ کسی دور میں وہ بھی بھارتی تجارت کی گنگا سے اپنے ہاتھ دھو چکے ہیں!

کسی بھی بیدار مغز اور باخبر پاکستانی کو اس بات سے انکار شاید مشکل بلکہ ناممکن ہوگا کہ موجودہ حکومت کی چار سالہ ''منفرد کارکردگیوں'' اور ''بے مثال کامیابیوں'' میں جناب صدر اپنے ''بڑے بھائی'' کے دست شفقت سے بہرہ یاب رہے حکومت کے چار سالہ امور خیر وشر کی جزا اور سزا میں بڑے بھائی کو بھی شریک سمجھنا چاہیے۔ پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں صدر کو چاہیے تھا کہ وہ تعریفی کلمات صرف وزیراعظم تک محدود نہ رکھتے کیونکہ فرینڈلی اپوزیشن نے فرینڈ شپ کا جو مظاہرہ کیا ہے وہ وطن عزیز کی تاریخ کا شاید بے مثال نمونہ ہے اس لیے فرینڈلی حریف کو داد دینا بھی ان کا اخلاقی حق تھا۔

عدلیہ اور میڈیا کے دعوئ آزادی کے باوجود پاکستانی عوام اب تک کسی واضح اور منصفانہ فیصلے کی خواہش کے دن گنتے گنتے اب مہ وسال گننے تک پہنچ چکے ہیں لیکن دین ملک اور عوام کی بہتری کی لو اونچی تو کیا ہوتی اس کی جھلملاہٹ میں بھی ٹھہراؤ نہیں آرہا باقی رہی میڈیا کی آزادی تو اس نے اخلاق وثقافت کے ساتھ ساتھ سیاست کو غیر معمولی نقصان اس لیے پہنچایا کہ ہر چینل نے اپنا بزنس بڑھانے اور ہر اینکر پرسن نے اپنی شخصیت اجاگر کرنے کے چکر میں عوام کو الجھاؤ در الجھاؤ کی گنجلک میں پھنسا دیا ہے۔ کہ مفروضوں پر مبنی سوالات سے انہونیوں کی امیدیں دلا کر بہ زعم خود وہ مطمئن ہو جاتے ہیں لیکن عوام کی پریشانی بڑھ جاتی ہے۔

دینی نام کی ایک سیاسی جماعت کے شرعی وارث اپنے خیالات کی بوقلمونی اور ہفت رنگ سیاسی ارشادات عالیہ کے اندر معانی ومفادات کا ایسا گنجینہ رکھتے ہیں کہ اسے چاہے یوں کہہ لیں کہ ان کے ہر جملے میں معانی کا جہاں آباد ہوتا ہے یا یوں کہہ لیں کہ حضرتِ شیخ کے قدم یوں بھی ہوتے ہیں اور یوں بھی۔ یعنی وہ ہر موقع ہر محل اور ہر مخاطب سے گفتگو فرما کر اس کو خوش اور مطمئن کر دیتے ہیں لیکن وہ کیا چاہتے ہیں یا کیا کیا چاہتے ہیں وہ ہر کسی پر آشکار نہیں ہوتا اپنی یہی عبقری صلاحیت وہ اس موقع پر بھی بروئے کار لا رہے ہیں کہ شاید ان کے عمامے پر سے بھی کبھی اقتدار کا ہما گذر ہی جائے!

ایسے ہی حکومت کے اتحادی خود ساختہ جلاوطن لسانی رہنما ہر آڑے وقت میں اپنے روشن مستقبل کی آس میں حکومت کو بیساکھی بن کر گرنے سے بچانے کی کوشش مسلسل کرتے چلے آرہے ہیں جیسا کہ اے۔ این۔ پی۔ حکومت کو سیاسی توانائی مسلسل پہنچا رہی ہے۔ سب سے مظلوم تو بے چارے بلوچستانی عوام یا سب سے وسیع رقبے اور معدنیات کے ذخائر کا حامل صوبہ بلوچستان ہے کہ اس کی طرف حکومت نے تو کیا توجہ کرنی یا ان کے مسائل حل کرنے ہیں دیگر سیاستدان بھی نشستند، گفتند، و برخاستند کے سوا کوئی ایسا کردار ادا نہیں کر رہے کہ جس سے بلوچستان کی تخریبی کارروائیوں میں شامل ان دشمنوں کے نام اور ان کے کام سے عوام آگاہ ہو جائیں کہ کون کیا کر رہا ہے اور کیا کروا رہا ہے۔ اس میں شاید کچھ پردہ نشینوں کے نام بھی آتے ہوں گے یا آقائے ولی نعمت کی جبیں شکن آلود ہونے کے خوف سے ہر سیاستدان سہم کر چپ سادھ لیتا ہے۔

سوچتا ہوں تو دل احساس سے ہل جاتا ہے
تو نے حق ''چھپایا'' ہے اندیشۂ غربت سے فقط

رزق اس دہر میں ''درندوں'' کو بھی مل جاتا ہے
ہائے اس بات سے تجھ کو بھی نہ تھی آگاہی

درس قرآن
قسط نمبر ۱۶

تفسیر سورۂ یٰس

مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

﴿فی امام مبین﴾ ہر شے ہم نے "امام مبین" میں شمار اور ضبط کر رکھی ہے۔ یعنی انسان جو کچھ کرتا ہے وہ سب "امام مبین" میں محفوظ ہیں منضبط ہیں۔ یہاں لفظ "احصیناہ" ہے "کتبناہ" نہیں جو "کتبناہ" سے زیادہ فصیح ہے۔ کتابت کے بعد متفرق اشیاء کو جمع کرنے کی ضرورت ہوتی ہے مگر "احصاء" میں گننے اور احاطہ کرنے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ یہ لفظ "حصًی" (یعنی کنکریاں) سے ماخوذ ہے۔ عرب گنتی میں کنکریوں پر اعتماد کرتے تھے۔ حدیث میں ہے: ((من أحصاها دخل الجنة .)) ''جو اسمائے حسنہ کو یاد کر لے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' (مفردات وغیرہ)

''امام'' وہ ہوتا ہے جس کی اقتدا کی جائے خواہ وہ انسان ہو یا کتاب وغیرہ۔ اور خواہ وہ شخص جس کی پیروی کی جائے وہ حق پر ہو یا باطل پر۔ (مفردات) اس کی جمع ''ائمہ'' ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کے حواریوں کے بارے میں فرمایا ہے:

﴿وَ جَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَا یُنْصَرُوْنَ۝﴾ [القصص: ٤١]

''اور ہم نے انھیں ایسے پیشوا بنایا جو آگ کی طرف بلاتے تھے اور قیامت کے دن ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔''

جس طرح "ائمة الهدیٰ" ہیں اسی طرح "ائمة الكفر" بھی ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ''امام'' بنایا ہے۔ (البقرة:۱۲۴)

تورات کو بھی ''امام'' کہا گیا ہے:

﴿وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤى اِمَامًا وَّرَحْمَةً﴾

[ھود: ۱۷، الاحقاف: ۱۲]

''اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب بھی جو امام اور رحمت تھی۔''

قرآنِ مجید بھی امام ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"هو إمامك فإن شئت فأقل منه أو إن شئت فأكثر ." (ابن أبي شيبه: ١/ ٣١٧)

''وہ (قرآن) تیرا امام ہے اگر تو چاہے تو اس سے تھوڑا پڑھ اور اگر تو چاہے تو زیادہ پڑھ۔''

بلکہ آیت کریمہ ﴿یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ﴾ [الاسراء: ۷۱] میں بھی امام ابن جریر وغیرہ نے ''امام'' سے مراد قرآنِ پاک لیا ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس آیت اسراء میں ''امام'' سے مراد نامۂ اعمال ہے۔ یوں نامۂ اعمال کو امام اس لیے کہا گیا ہے کہ اس پر انسان نے زندگی بسر کی ہے۔ امام مجاہد اور قتادہ فرماتے ہیں کہ ''امام'' سے مراد نبی ہیں۔ گویا ہر نبی کی امت کو بلایا جائے گا۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قال بعض السلف هذا أكبر شرف أصحاب الحديث لأن إمامهم النبي ." (ابن كثير: ٣/ ٧٣)

''بعض سلف نے فرمایا ہے کہ اس میں اصحاب الحدیث کا بہت بڑا اشرف ہے کہ ان کے امام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔''

کیونکہ وہ بانگ دہل کہتے ہیں ع

کسی کا ہو رہے کوئی، نبی کے ہو رہے ہیں ہم

یہاں "إمام مبین" سے مراد لوحِ محفوظ ہے کہ فرشتے احکام کی تنفیذ میں لوحِ محفوظ کی پیروی کرتے ہیں۔ جس کی جتنی عمر، جس قدر اس کا رزق اور جس قدر اس کی زندگی ہوتی ہے، اور جن جن حوادث سے اسے گزارنا ہے ان تمام میں وہ لوحِ محفوظ کی پیروی کرتے ہیں۔ انسان نے جو کچھ اس دنیا میں کرنا ہے اور اس کا نتیجہ کیا ہوگا اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی کی بنا پر ان تمام اعمال اور اس سے متعلقہ حوادث کو

اور تمام فیصلوں کو پہلے سے اس لوحِ محفوظ میں لکھ رکھا ہے۔ ''امام مبین'' کی یہی تفسیر امام مجاہد، قتادہ اور ابن زید سے منقول ہے۔

''لوحِ محفوظ'' کو ام الکتاب، کتاب مکنون اور کتاب مبین بھی کہا گیا ہے۔ گویا اس جملے میں بتلایا کہ جو کچھ انھوں نے آگے بھیجا ہے یا جو کچھ پیچھے چھوڑ آئے ہیں اسے ہمارے کراماً کاتبین لکھ رہے ہیں۔ بلکہ ان کے علاوہ ''امام مبین'' میں ہم نے اس حوالے سے ساری باتیں پہلے سے ہی محفوظ کر رکھی ہیں۔ جیسے ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا﴾ [الجن: ٢٨]

''اور اس نے ان تمام چیزوں کا احاطہ کر رکھا ہے جو ان کے پاس ہیں اور ہر چیز کو گن کر شمار کر رکھا ہے۔''

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾ [الأنعام: ٥٩]

''اور اسی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں، انھیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور سمندر میں ہے اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اسے جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ نہیں اور نہ کوئی تر ہے اور نہ خشک مگر وہ ایک واضح کتاب میں ہے۔''

اس موضوع کی متعدد آیات ہیں۔ مگر ان کا استیعاب یہاں مطلوب نہیں۔ یہاں صحیفہ تقدیر میں انسان کے اعمال وافعال اور دنیا کے احوال وحوادثات اور قیامت میں انسان کے مقدرات ونتائج مراد ہیں۔ جنت میں جانے کے بعد کے لا متناہی حوادث وانعامات مراد نہیں کہ وہ تو غیر محدود ہوں گے جبکہ لوح محفوظ محدود ہے۔ (روح المعانی)

بعض متاخرین نے اس سے مراد صحائف اعمال لیے ہیں اور پہلے جملے کی مزید وضاحت قرار دیا ہے کہ ان کا جو نامۂ اعمال لکھا جا رہا ہے اس کے لکھنے میں کوئی کوتاہی نہیں ہو رہی اور یہ ایسے نہیں کہ کہیں ضائع ہو جائیں گے، ہرگز ایسا نہیں ہوگا، بلکہ ہر چیز ایک واضح دفتر میں محفوظ ہو رہی ہے، جیسے ایک اور مقام پر ہے:

﴿وَ كُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ٥ وَ كُلُّ صَغِيْرٍ وَّ كَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ٥﴾ [القمر: ٥٢،٥٣]

''اور ہر چیز جسے انھوں نے کیا وہ دفتروں میں درج ہے، اور ہر چھوٹی اور بڑی بات لکھی ہوئی ہے۔''

علامہ آلوسی نے یہاں یہ بات بھی فرمائی ہے جیسے بعض متصوفین نے ''کتاب مبین'' سے مراد انسان کامل لیا ہے اسی طرح غالی رافضیوں نے ''امام مبین'' سے حضرت علی مراد لیے ہیں۔ مگر یہ سراسر قرآن سے جہالت کا نتیجہ ہے۔

﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ٥ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ٥﴾ [یٰس: ١٣،١٤]

''اور ان کے لیے بستی والوں کو بطور مثال بیان کر، جب اس میں بھیجے ہوئے آئے، جب ہم نے ان کی طرف دو (پیغمبر) بھیجے تو انھوں نے ان دونوں کو جھٹلا دیا، پھر ہم نے تیسرے کے ساتھ تقویت دی تو انھوں نے کہا بے شک ہم تمھاری طرف بھیجے ہوئے ہیں۔''

یہ اور اس کے بعد کی آیات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایک بستی والوں کا اور ان کی طرف اپنے رسولوں کے بھیجنے کا بطور مثال ذکر کیا ہے۔ جس سے ایک طرف تو اہل مکہ کو خبردار کرنا مقصود ہے کہ اس مثال کے تناظر میں دیکھ لو کہ میرے انبیاء کی تکذیب کا انجام کیا ہے۔ اور دوسری طرف اس میں رسول اللہ ﷺ کے لیے تسلی بھی ہے کہ اہل مکہ اگر آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو مکذبین کا یہ کوئی نیا انداز نہیں۔ جس دور میں ہم نے رسول بھیجے ہیں ان کے مخاطبین میں سے اکثر نے ان کی تکذیب کی ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ہم نے اپنے رسولوں کی تکذیب کرنے والوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ اس کے علاوہ اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے بھی ایک اشارہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی تصدیق میں سعی بلیغ کریں اور اس راہ میں آنے والے مصائب کی کوئی پروا نہ کریں۔ ان انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لانے والے سے سبق سیکھیں۔

یہ کون سی بستی تھی اور وہ رسول کون کون سے تھے؟ اس بارے میں

مفسرین کرام کے ہاں اختلاف ہے۔ اکثر حضرت کا خیال ہے کہ اس بستی سے مراد انطاکیہ ہے۔ حتی کہ علامہ قرطبی نے ذکر کیا ہے کہ تمام مفسرین کی یہی رائے ہے۔ اس کے بادشاہ کا نام انطیخس تھا اور تین انبیاء کا نام صادق، صدوق اور شلوم تھا۔ اور بعض نے ان کے نام شمعون، یوحنا اور بولس ذکر کیا ہے۔

ایک دوسری رائے یہ ہے کہ انطاکیہ میں بھیجے گئے یہ رسول نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری تھے۔ علامہ قرطبی غیرہ نے ان کے بارے بڑا دیومالائی قصہ بیان کیا ہے جس کی کوئی اصل نہیں اس لیے ہم اسے نقل کرنا ہی مناسب نہیں سمجھتے۔

پہلا قول ابن اسحاق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، کعب الاحبار، وہب بن منبہ سے بلاسند ذکر کیا ہے جسے وہ "بلغنی" کہہ کر بیان کرتے ہیں۔ دوسرا قول امام قتادہ سے منقول ہے مگر یہ معنوی اعتبار سے بالکل درست نہیں۔ حافظ ابن کثیر نے اس پر تین پہلوؤں سے نقد کیا ہے۔ ہم انھیں تھوڑے سے اضافہ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔

۱: آیت میں ''مرسلون'' اللہ کے رسولوں کا ذکر ہے۔ مسیح علیہ السلام کے حواری ہوتے تو وہ کہتے ہمیں مسیح علیہ السلام نے بھیجا ہے۔ اور نہ بستی والے ان پر یہ اعتراض کرتے کہ تم تو ہماری طرح بشر ہو۔ یعنی یہ اعتراض ہمیشہ رسولوں کے بارے میں ہوا ہے کسی حواری یا نقیب کے بارے میں نہیں ہوا۔

۲: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے حواریوں کو انطاکیہ بھیجنا بھی محل نظر ہے کیونکہ اہل انطاکیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں رومیوں کے زیر تسلط تھے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے رسول تھے۔ غیر اسرائیلیوں کی طرف وہ اپنے حواریوں کو کیونکر بھیج سکتے تھے۔ علاوہ ازیں تاریخی اعتبار سے تمام اہل انطاکیہ حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے۔ اور باختلافِ زمانہ چار شہر ہیں جہاں حضرت مسیح علیہ السلام کی دعوت پہنچی تو وہاں کے باشندوں نے اس پر لبیک کہا۔ ان میں ایک یہی انطاکیہ، دوسرا اسکندریہ، تیسرا بیت المقدس اور چوتھا اٹلی تھا۔ اس لیے انطاکیہ کو ان آیات کا مصداق قرار دینا اور رسولوں سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری لینا درست نہیں۔

۳: تیسری بات حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے یہ فرمائی ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور دیگر سلف سے منقول ہے کہ نزولِ تورات کے بعد کسی امت کو ہلاک نہیں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى﴾ [القصص: ٤٣]

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے موسیٰ کو کتاب دی، اس کے بعد کہ ہم نے پہلی نسلوں کو ہلاک کر دیا۔''

اسی آیت کی تفسیر میں حضرت ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تورات نازل ہونے کے بعد کسی قوم پر آسمانی زمینی عذاب نازل نہیں ہوا سوائے ایک بستی والوں کے جنھیں بندر بنا دیا گیا تھا۔ یہ تفسیر بعض دیگر حضرات سے بھی منقول ہے۔ انطاکیہ کے بارے میں کہیں منقول نہیں کہ ان پر کبھی عذاب آیا ہو نہ ملت نصرانیہ میں نہ اس سے پہلے۔ اگر یہ ''انطاکیہ'' ہی ہے تو یہ اسی نام کا کوئی اور شہر ہے مشہور انطاکیہ شہر مراد نہیں۔

اس کے بارے میں مولانا امین احسن اصلاحی کی رائے ہے کہ اس سے مراد حضرت موسیٰ وہارون ہیں، بستی سے مراد مصر ہے۔ اور تیسرے سے مراد مومن آل فرعون ہے۔ مگر ہمارے نزدیک یہ قول بھی صحیح نہیں کیونکہ ان رسولوں کی تکذیب کے نتیجہ میں جو عذاب اہل قریہ پر آیا تھا وہ ''صيحة واحدة'' ایک چیخ تھی۔ جبکہ فرعون مع اپنے حواریوں کے دریا میں غرق ہوا تھا۔ مولانا اصلاحی نے اس عقدہ کی گرہ کشائی کی جو کوشش کی ہے اس کی وضاحت ان شاء اللہ آئندہ اپنے مقام پر آئے گی۔ صحیح یہی ہے کہ اس بستی کی تعیین نہ قرآن مجید میں ہے نہ کسی صحیح حدیث میں اور ان رسولوں کے بارے میں بھی کسی مستند ماخذ سے معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کس زمانے میں تھے اور کون تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اسے مبہم رکھا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی کوئی وضاحت نہیں فرمائی تو محض اسرائیلی اور غیر مستند اقوال سے اس کی تعیین کی ضرورت ہی کیا ہے جو بجائے خود معنوی اعتبار سے بھی درست نہیں ہیں۔ اس قصہ سے مقصود بالذات رسولوں کی تعیین نہیں بلکہ مقصود کفار مکہ کو خبردار کرنا ہے کہ تمھارا حال بھی انھی بستی والوں کی مانند ہے۔ تم بھی وہی چال چل رہے ہو جو بستی والے چلے تھے پھر ان کا جو انجام ہوا اس سے خبردار رہو کہیں تم بھی عذاب میں نہ دھر لیے جاؤ۔

درسِ حدیث

توفیق الباری

"الادب المفرد" للبخاری کا اردو ترجمہ مع تشریحات وفوائد

از حضرت نواب سید صدیق حسن خان صاحب رحمہ اللہ
تسہیل: حافظ محمد اشرف سعید (نیو کرول شالامار باغ۔لاہور)

باب: الاحتباء في الثوب

احتباء کرنا کپڑے میں

١٢١٠ . إن أبا سعيد الخدري قال: نهى رسول الله ﷺ عن لبستين وبيعتين: نهى عن الملامسة والمنابذة في البيع۔ الملامسة: أن يمس الرجل ثوبه، والمنابذة: ينبذ الآخر إليه ثوبه ۔ ويكون ذلك بيعهما عن غير نظر، واللبستان: اشتمال الصماء ۔ والصماء أن يجعل طرف ثوبه على إحدى عاتقيه، فيبدو أحد شقيه ليس عليه شيء ۔ واللبسة الأخرى احتباؤه بثوبه وهو جالس ليس على فرجه منه شيء .

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دوطرح کے لباس پہننے اور دوطرح کی بیع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ بیع ملامسہ اور بیع منابذہ سے۔ بیع ملامسہ یہ ہے کوئی بیچنے والے کے کپڑے کو چھولے اور منابذہ یہ ہے اپنا کپڑا دوسرے کی طرف پھینکے، بغیر دیکھے صرف چھونے اور کپڑا پھینکنے سے بیع پکی ہوتی ہے اور دوطرح سے کپڑا پہننے سے منع فرمایا ایک اشتمال الصماء، الصماء یہ ہے اپنے کپڑے کی ایک طرف کو ایک کندھے پر ڈال لے دوسرا کندھا ننگا ہو اس پر کوئی چیز نہ ہو۔ دوسرا لباس پہننا جس سے منع فرمایا وہ یہ ہے کہ گوٹ مار کر ایک ہی کپڑے میں اس طرح بیٹھنا کہ اس کی شرم گاہ پر کوئی چیز نہ ہو شرم گاہ کھلی ہوئی ہو۔''

باب: من ألقي له وسادة

کسی کے لیے تکیہ پیش کرنا

١٢١١ . قال أبو المليح: دخلت مع أبيك زيد على عبد الله بن عمرو؛ فحدثنا أن النبي ﷺ ذكر له صومي، فدخل علي فألقيت له وسادة من أدم حشوها ليف، فجلس على الأرض وصارت الوسادة بيني وبينه، فقال لي: ((أما يكفيك من كل شهر ثلاثة أيام؟)) قلت: يا رسول الله؟ قال: ((خمسا)) قلت: يا رسول الله؟ قال: ((سبعا)) قلت: يا رسول الله؟ قال: ((تسعا)) قلت: يا رسول الله؟ قال: ((إحدى عشرة)) قلت: يا رسول الله؟ قال: ((لا صوم فوق صوم داود؛ شطر الدهر، صيام يوم وإفطار يوم))

''حضرت ابوالملیح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابوقلابہ رضی اللہ عنہ کے والد زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرو کے پاس گیا۔ انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے میرے روزے کے بارے میں ذکر ہوا تو آپ میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے آپ کے لیے تکیہ رکھا جو چمڑے کا تھا اور اس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ آپ زمین پر ہی

بیٹھ گئے اور وہ تکیہ میرے اور آپ کے درمیان ہی پڑا رہا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کیا تجھ کو ہر ماہ تین روزے کافی نہیں میں نے عرض کیا زیادہ ہونے چاہئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پانچ رکھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا اللہ کے رسول زیادہ ہونے چاہئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سات رکھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا اللہ کے رسول زیادہ ہونے چاہئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نو روزے رکھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ اور زیادہ ہونے چاہئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حضرت داود علیہ السلام کے روزہ سے بڑھ کر کوئی روزہ نہیں۔ آپ نے زندگی بھر ایک دن روزہ رکھا اور ایک دن افطار کیا (یعنی ترک کیا)۔''

١٢١٢ . عن عبد الله بن بسر ، أن النبي ﷺ مر على أبيه فألقى له قطيفة فجلس عليها .

''حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ حضرت بسر کے پاس گئے۔ انھوں نے آپ ﷺ کے لیے ایک چادر بچھائی۔ آپ ﷺ اس پر جلوہ افروز ہوئے۔''

باب : القرفصاء

اکڑوں بیٹھنا

١٢١٣ . قالت قيلة: رأيت النبي ﷺ قاعدا القرفصاء ، فلما رأيت النبي ﷺ المتخشع في الجلسة أرعدت من الفرق .

''قیلہ کہتی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اکڑوں بیٹھا ہوا دیکھا جب میں نے آپ کو اس حالتِ عجز وانکسار میں دیکھا تو ڈر کے مارے کانپنے لگی۔''

باب: التربع

چارزانو بیٹھنا

١٢١٤ . عن حنظلة بن حذيم قال: أتيت النبي ﷺ فرأيته جالسا متربعا .

''حنظلہ بن حذیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ چارزانو تشریف فرما تھے۔''

١٢١٥ . عن أبي زريق ، أنه رأى علي بن عبد الله بن عباس جالسا متربعا واضعا إحدى رجليه على الأخرى ، اليمنى على اليسرى .

''حضرت ابوزریق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی بن عبداللہ بن عباس کو دیکھا تو وہ چارزانو بیٹھے ہوئے تھے ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھا ہوا تھا۔ یعنی دائیں پاؤں کو بائیں پر رکھا ہوا تھا۔''

١٢١٦ . عن عمران بن مسلم قال: رأيت أنس بن مالك يجلس هكذا۔ متربعا ۔ ويضع إحدى قدميه على الأخرى .

''حضرت عمران بن مسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یوں (چارزانو) بیٹھے دیکھا تھا یعنی آپ نے ایک پاؤں دوسرے پر رکھا ہوا تھا۔''



علوم ومعارف

قسط نمبر ①

قرآن وسنت کا باہمی تعلق

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد شریف شاکر، فیصل آباد

اللہ تعالیٰ نے خود آپ قرآن مجید کی حفاظت فرمائی ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ﴾ [النحل: ٤٤]

''ہم نے آپ کی طرف ذکر (قرآن) اس لیے نازل کیا تاکہ آپ اسے لوگوں کے لیے بیان کر دیں۔''

اسی طرح اپنے رسول ﷺ کی سنت مطہرہ کو بھی محفوظ رکھا ہے، یہ اس لیے کہ قرآن اپنے احکام بیان کرنے میں مکمل ہو ہی نہیں سکتا جب تک اس کے ساتھ سنت کا بیان نہ ہو، اسی لیے امام شافعی ''بیان'' کے بارے میں سنت کو قرآن سے الگ نہیں، بلکہ دونوں کو ایک ہی نوع سے گردانتے ہیں، کیونکہ دونوں مل کر ایک ''اصل'' بناتے ہیں جسے ''نص'' یا ''نصوص'' کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ شریعت کے احکام بنانے میں یہ دونوں ایک دوسرے سے پورا پورا تعاون کرتے ہیں۔

محمد بن نصر مروزی (۲۰۲ھ۔۲۹۴ھ) لکھتے ہیں کہ قرآن اور سنت دو چیزیں ہیں، ان دونوں کا علم حاصل کرنا اور ان دونوں پر عمل کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق (جن وانس) پر فرض کیا ہے، اور ان دونوں کو ایک دوسرے سے ملایا ہے، ان دونوں میں کوئی فرق نہیں کیا، ان دونوں کی تصدیق کرنے میں دونوں کا یکساں مقام ہے۔ دونوں اللہ ہی کی جانب سے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے رب سے اپنی اولاد کے لیے دعاء کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ﴾ [البقرة: ١٢٩]

اور اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾

[الجمعة: ٢]

اور فرمایا:

﴿كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾

[البقرة: ١٥١]

اور فرمایا:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾ [آلِ عمران: ١٦٤]

اور فرمایا:

﴿وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَ الْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ﴾ [البقرة: ٢٣١]

اور اللہ جل ثناءہ نے فرمایا:

﴿وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾ [النساء: ١١٣]

اور فرمایا:

﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ﴾ [الاحزاب: ٣٤]

حکمت سے مراد:

ان آیات میں مذکور لفظ ''الکتاب'' اور ''الحکمۃ'' کی وضاحت

کرتے ہوئے امام شافعی لکھتے ہیں کہ اللہ نے الکتاب کا ذکر کیا اس سے مراد قرآن ہے اور ''الحکمۃ'' کا ذکر کیا۔قرآن کا علم رکھنے والے جن علماء کو امام شافعی پسند کرتے تھے آپ نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ''الحکمۃ'' سے مراد رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے، اور یہ معنی اللہ کی کہی ہوئی بات سے مشابہت رکھتا ہے۔ اور اللہ خوب جانتا ہے، کیونکہ پہلے قرآن کا ذکر کیا گیا اوراس کے ساتھ ہی ''الحکمۃ'' کو لایا گیا، اور اللہ نے اپنی مخلوق کو کتاب وحکمت کی تعلیم دینے کے سبب ان کو اپنا احسان یاد دلایا، لہٰذا ''الحکمۃ'' سے رسول اللہ ﷺ کی سنت کے سوا کچھ اور مراد لینا جائز نہیں۔ اور یہ اس لیے کہ ''الحکمۃ'' کو ''کتاب اللہ'' کے ساتھ ملا کر لایا گیا ہے، اوراس لیے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی اطاعت فرض کی ہے اور آپ ﷺ کے حکم کی اتباع لوگوں پر واجب ٹھہرائی ہے۔لہٰذا کتاب اللہ یا پھر سنت رسول کے سوا کسی قول کی وجہ سے کسی چیز کو فرض کہہ دینا جائز نہیں ہے۔اس کا سبب وہ ہے جسے شافعی نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ''ایمان بالرسول'' کو ''ایمان باللہ'' سے ملایا ہے اور اللہ کی مراد کے مفہوم کو رسول اللہ کی سنت بیان کرنے والی ہے ،اس کے خاص اور عام کی راہنما ہے۔پھر ان آیات میں ''الحکمۃ'' کو اللہ نے اپنی کتاب سے ملادیا ہے۔پس ''الحکمۃ'' کو ''الکتاب'' کے ساتھ ہی ذکر کردیا، اور یہ منصب اپنی مخلوق سے اپنے رسول کے سوا کسی کو عطا نہیں کیا۔

(الرسالة، ص: ۷۸، ۷۹)

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ ﴿من ايات الله والحكمة﴾ میں ''الحکمۃ'' سے مراد سنت ہے۔(السنة للمروزي، ص: ۱۱۲)

محمد بن نصر مروزی کہتے ہیں کہ شافعی کے ہاں پسندیدہ اور قرآنی علوم سے بہرہ ور جماعت نے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے واضح کیا کہ اس نے اپنے نبی ﷺ کو یہ حکم دیا کہ وہ لوگوں کو کتاب وحکمت سکھائیں۔لہٰذا ''حکمۃ'' قرآن کے علاوہ ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کا جاری کردہ طریقہ ہے جس کا ذکر قرآن میں نہیں ہے۔ کیونکہ دونوں ایک ہی مقام سے نازل شدہ ہیں۔ اور کتاب وحکمت میں سے ہرایک کی تعلیم مخلوق کو دینے کا حکم اللہ نے اپنے نبی کو دیا ہے،اس لیے سنت کو اختیار کرنا اوراس پر عمل کرنا مخلوق پر اسی طرح واجب ٹھہرایا جس طرح کتاب اللہ پر عمل کرنا ان پر واجب ٹھہرایا ہے ان دونوں میں سے ہرایک کا معنی ومفہوم وہی ہے جو دوسرے کا ہے۔اور اللہ عزوجل نے اپنے رسول ﷺ کی اطاعت واجب ٹھہرادی اور اسے اپنی مخلوق پراسی طرح فرض ٹھہرایا جس طرح ان پر اپنی طاعت فرض کی ہے، لازم ہونے میں ان دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔(نفس المرجع، ص: ۱۱۳)

ابن حزم لکھتے ہیں کہ سنت دوطرح سے قرآن کی مثل ہے: ایک یہ کہ قران اورسنت دونوں اللہ عزوجل کی طرف سے ہیں جیسا کہ ہم نے ابھی اللہ کا کلام ﴿وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى﴾ ذکر کیا ہے۔دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿من يطع الرسول فقد اطاع الله﴾ اوراس کے کلام ﴿اطيعوا الله واطيعوا الرسول﴾ کی وجہ سے قرآن اورسنت دونوں واجب الطاعۃ ہونے میں برابر ہیں۔

(الاحكام، ص: ٤ / ١٠٨)

شافعی رحمہ اللہ سورۃ المائدہ کی آیت نمبر (۶) اور سورۃ النساء کی آیت نمبر (۴۳) کے بیان میں لکھتے ہیں کہ کتاب اللہ نے پتھروں کے ساتھ استنجاء کے سوا وضو کے بارے میں اور جنابت سے غسل کرنے کے بارے میں بیان پیش کیا ہے۔پھر چہرے اور اعضاء کا دھونا کم ازکم ایک ایک دفعہ تھا اوراس سے زیادہ کا احتمال تھا،تو رسول اللہ ﷺ نے وضو کو ایک دفعہ بیان کردیا اور تین دفعہ وضو کیا یعنی ہرعضو تین بار دھویا اور راہنمائی فرمادی کہ اعضاء کا کم ازکم دھونا کفایت کرتا ہے ،اور دھونے کی کم ازکم تعداد ایک دفعہ ہے۔جب ایک دفعہ دھونا کافی ہوا تو تین دفعہ دھونا اختیاری ہوا۔ اور سنت نے اس چیز کی راہنمائی فرمائی کہ استنجاء میں تین پتھر کفایت کرتے ہیں اور نبی نے راہنمائی فرمادی کہ کس چیز سے وضو ہوتا ہے اور کس چیز سے غسل ہوتا ہے ،اور یہ بھی راہنمائی فرمادی کہ ٹخنے اور کہنیاں ان اعضاء میں سے

ہیں جنہیں دھویا جاتا ہے۔ کیونکہ آیت احتمال پیش کرتی ہے کہ یہ دونوں دھونے کے لیے حد ہوں، اور یہ کہ یہ دونوں دھونے میں داخل ہوں، اور جب رسول اللہ نے ''ایڑیوں کے لیے آگ ہے'' کہہ دیا تو راہنمائی کردی کہ ان پر مسح نہیں کرنا بلکہ ان کو دھونا ہے۔

(الرسالة، ص: ٢٩)

قرآن وسنت کے باہمی تعلق کا قرآن سے ثبوت:

قرآن وسنت کا آپس میں گہرا ربط ہے، دونوں وحی الٰہی ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ قرآن کے الفاظ اور معانی دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں، اور سنت کے معانی اللہ کی طرف سے جبکہ الفاظ آپ ﷺ کے اپنے ہیں۔ اور آپ ﷺ سنت کی صورت میں منشاء الٰہی کو اپنے الفاظ میں ادا فرماتے تھے۔ اور یہ الفاظ جو آپ ﷺ کی زبان سے ادا ہوتے، چونکہ وہ منشاء الٰہی کے مطابق ہوتے، اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىo اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰىo﴾

[النجم: ٣، ٤]

''اور وہ اپنی نفسانی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے، ان کا فرمان تو وحی ہے جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے۔''

قرآن مجید میں ایسی بہت سی آیات موجود ہیں جو سنت کی اتباع کا حکم دیتی ہیں، اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت قرار دیتی ہیں، اور بوقت تنازع اللہ اور اس کے رسول کی طرف معاملہ لوٹانے کا حکم دیتی ہیں اور یہ آیات بتلاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کا کسی دوسرے کے ساتھ اختلاف ہو اور وہ رسول اللہ کو فیصل نہ ٹھہرائے تو اس کا ایمان ختم ہوجاتا ہے۔ ان آیات نے ہمیں یہ بات بتلائی کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی بات کا فیصلہ فرمادیں تو مسلمان کو اس کے ماننے بغیر کوئی چارہ نہیں رہتا، اس کو یہ اختیار باقی نہیں رہتا کہ وہ آپ ﷺ کے فیصلے کو اختیار کرے یا نہ کرے۔ یہ آیات آپ ﷺ کے حکم کی مخالفت کرنے والے کو برے انجام اور دردناک عذاب سے ڈراتی ہیں۔ ان آیات میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:

١۔ ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ﴾

[الاحزاب: ٣٦]

''کسی ایماندار مرد اور عورت کے لیے یہ لائق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کے بارے میں فیصلہ کریں تو ان (مومن اور مومنہ) کو اپنے کام کا کوئی اختیار باقی رہے۔''

٢۔ ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ [النور: ٦٣]

''اور جو لوگ آپ ﷺ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، انھیں ڈرنا چاہیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ انھیں آزمائش یا دردناک عذاب کا سامنا کرنا پڑے۔''

٣۔ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ [النساء: ٦٥]

''پس قسم ہے (اے نبی) تمہارے رب کی، وہ اس وقت تک مومن نہ ہوں گے جب تک وہ اپنے تمام باہمی جھگڑوں میں آپ ﷺ کو فیصل نہ ٹھہرا لیں، پھر جو فیصلہ آپ کر دیں اس پر وہ اپنے دلوں میں کوئی گرانی نہ محسوس کریں اور پوری طرح آپ کے فیصلہ کو تسلیم کرلیں۔''

٤۔ ﴿وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا﴾ [الجن: ٢٣]

''اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے گا، اس کے لئے جہنم کی آگ (تیار) ہے، (ایسے نافرمان لوگ) ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس (آگ) میں رہنے والے ہیں۔''

جبکہ متبعین سنت کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے حقدار قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے:

٥۔ ﴿وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ

يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝﴾ [الاعراف: ۱۵٦، ۱۵۷]

’’اور میری رحمت ہر چیز سے وسیع ہے ،میں اسے ان (لوگوں) کے لیے لکھوں گا جو تقویٰ اختیار کریں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے اور جو ہماری آیات پر ایمان لائیں گے، جو نبی امی رسول کی اتباع کریں گے جسے وہ اپنے ہاں تورات انجیل میں لکھا ہوا پائیں گے، جو (رسول) انھیں اچھے کاموں کا حکم دے گا، ان کو برے کاموں سے روکے گا، اوران کے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کرے گا اور ناپاک چیزیں حرام کرے گا، ان کے بوجھ اور طوق جو ان پر پڑے ہونگے ان سے اتار پھینکے گا، تو جو (لوگ) اس پر ایمان لائیں اس کا ساتھ دیں اوراس کی مدد کریں اوراس نور کی اتباع کریں جو اس کے ساتھ اتارا گیا ہے، یہی (لوگ) فلاح پانے والے ہیں۔‘‘

مذکورہ بالا آخری دو آیتوں میں موسیٰ علیہ السلام کی امت کے بعض افراد سے اللہ تعالیٰ نے یہ عہد کیا کہ میری رحمت کے حقدار وہ ہونگے جو نبی اُمی ﷺ کی اتباع کریں گے اور جو آپ ﷺ کا ساتھ دیں گے ۔اور یہ بھی وضاحت کردی کہ وہ نبی ان کے لیے پاکیزہ چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام کرے گا۔اس سے ثابت ہوا کہ نبی کا حلال وحرام کرنا اللہ کی منشاء کے عین مطابق ہے ،اسی لیے حدیث وسنت کو شرع اسلامی کا ماخذ تسلیم کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے فرامین کی اطاعت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝﴾ [النساء: ۵۹]

’’اے لوگو جو ایمان لائے ہو!تم اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ کی اور ان کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں، پھر اگر تمھارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہوجائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر واقعی تم اللہ اور روزِ آخر پر ایمان رکھتے ہو۔یہی ایک صحیح طریقِ کار ہے اورانجام کے لحاظ سے بھی بہتر ہے۔‘‘

آیت بالا میں ﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر عوام اوراولی الامر، یا عوام کے مختلف گروہوں یا افراد کے درمیان کسی معاملہ میں نزاع پیدا ہوجائے تو فیصلے کے لیے آخری سند اورسہارا اللہ اور رسول ﷺ ہیں، چنانچہ استاد محمد عبدہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

”وذلك ان يعرض على كتاب الله وسنة رسوله وما فيهما من القواعد العامة و السيرة المطردة فما كان موافقا لها علم انه صالح لنا ووجب الاخذ به وما كان منا فرا، علم انه غير صالح ووجب تركه وبذلك يزول التنازع وتجتمع الكلمة .“ (محمد رشيد رضا، تفسيرالقرآن الكريم الشهير بتفسيرالمنار، دارالمعرفة، بيروت، الطبعة الثانية، ص: ۵/ ۱۸۲)

’’اور یہ اس طرح کہ نزاعی مسئلہ کو کتاب اللہ اورسنت رسول کی طرف لوٹایا جائے اور جو عام قواعد وضوابط اوروسیع سیرت کا نقشہ پیش کیا گیا ہے اسے راہنما بنایا جائے ،پھر جو معاملہ کتاب اللہ اورسنت رسول کے موافق ہو اسے صالح اوراچھا سمجھا جائے اور اسے اختیار کرنا واجب ہوگا اورجو کام ان

دونوں کے منافی ہو اسے برا سمجھا جائے اوراس کا ترک واجب ہوگا۔اس طریقے سے نزاع ختم ہوجائے گا اورامت مسلمہ ایک کلمہ پر مجتمع ہوجائے گی۔''

اوراسی آیت کے تحت علامہ رشید رضا استاد محمد عبدہ کا قول یوں نقل کرتے ہیں:

"امر بطاعة الله وهى العمل بكتاب الله العزيز وبطاعة الرسول لانه هوا لذى يبين للناس ما نزل اليهم وقد اعاد لفظ الطاعة لتاكيد اطاعة الرسول." (محمد رشيد رضا، تفسير المنار، ص: ۵/ ۱۸۰)

''قرآن نے اللہ کی اطاعت کا حکم دیا اس حکم کی تعمیل اللہ کی کتابِ عزیز پر عمل پیرا ہونے سے ہوتی ہے اوراطاعتِ رسول کا حکم دیا ہے کیونکہ آپ ہی نازل شدہ وحی کی وضاحت فرماتے ہیں،اوراللہ تعالیٰ (اس آیت میں) ﴿اطیعوا﴾ کا لفظ دوبارہ لائے ہیں تاکہ اطاعت رسول کی تاکید واضح ہوجائے۔''

رسول اللہ ﷺ کی اقتداءاوراللہ اوراس کے رسول کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ پر ایمان اورآخرت پر یقین کی دلیل ہے،اگر نبی ﷺ کی اطاعت کا جذبہ کسی دل میں نہیں ہےتواس میں ایمان ہی نہیں ہے۔

ارشادالٰہی ہے:

﴿قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا﴾

[الحجرات: ۱۴]

''بدویوں نے کہا: ہم مومن ہوئے۔کہہ دیجیے! تم مومن نہیں ہوئے،لیکن تم کہو کہ ہم مطیع ہوئے۔اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اگرتم اللہ اوراس کے رسول کی اطاعت اختیار کرلو تو وہ (اللہ) تمہارے اعمال (کے اجر) میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔''

اس آیت میں ایمان کے لیے اللہ اوراس کے رسول کی اطاعت کو شرط قرار دیا گیا ہے اورسورۂ احزاب کی آیت میں اسوۂ رسول کو اللہ اورروزآخر کی امید سے مشروط کیا گیا ہے،یعنی جس دل میں آپ کی اتباع کا جذبہ موجود نہیں ہے،تو گویا نہ وہ اللہ کی ملاقات کی امید رکھتا ہے اورنہ اس کا روزِآخر پر ایمان ہے۔اسی لیے تو فرشتوں نے رسول اللہ کو کفرواسلام کے درمیان حدفاصل ظاہر کرتے ہوئے کہا تھا:

" من اطاع محمدا فقد اطاع الله ومن عصى محمدا فقد عصى الله ومحمد فرق بين الناس." (صحيح بخارى، رقم الحديث: ۷۲۸۱)

''جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اورمحمد ﷺ لوگوں کے درمیان فرق ہیں۔''

سورۂ احزاب کی اس آیت سے پہلے متبنّٰی (لے پالک) کی بیوی سے نکاح کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کا ذکر ہے۔پھر جنگ میں آپ ﷺ کے احکام کی اقتداء،امہات المومنین کو ہدایات، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے رشتہ سے متعلق آیات اورپردہ وغیرہ کے احکام ہیں۔یہ تمام چیزیں اسوۂ رسول میں شامل ہیں۔اس آیت سے دینی اور دنیوی تمام امور میں نبی ﷺ کو اسوہ قرار دیا ہے۔اور اسے ایمان باللہ اورایمان بالآخرت کے لیے اساس قرار دیا ہے۔

قرآن نے اس موضوع کومختلف عنوانات کےتحت بیان کیا ہے۔ قرآن کے اس اندازِ بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی نگاہ میں یہ مسئلہ ایمان کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے اسی لیے منافقین کے رویے کا حسب ذیل آیت میں نوٹس لیا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا﴾

[النساء: ۶۱]

''جب ان سے کہا جائے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل کی ہے اور (آؤ) رسول کی طرف، تو آپ دیکھیں گے کہ منافقین کس طرح آپ سے اعراض کیے چلے جاتے ہیں۔''

اس آیت میں دولفظ قابل غور ہیں:

﴿الی ما انزل اللہ﴾ اور ﴿الی الرسول﴾

﴿الی ما انزل اللہ﴾ سے مراد تو قرآن مجید ہے اور ﴿الی الرسول﴾ سے کیا مراد ہے؟ کیا اس سے رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے سوا بھی کچھ مراد لیا جاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں، لہٰذا معلوم ہوا کہ سنت رسول سے اعراض اور اسوۂ رسول سے نفرت منافقین کا کام ہے، جبکہ اہل ایمان کے اوصاف میں اطاعت رسول کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ [النور: ۵۱]

''ایمان والوں کا کام تو یہ ہے کہ وہ جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جائیں تاکہ رسول ان (کے مقدمے) کا فیصلہ کرے تو وہ کہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، اور ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

مولانا شبیر احمد عثمانی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ سچے مسلمان کا کام یہ ہوتا ہے اور یہ ہونا چاہئے کہ جب کسی معاملہ میں ان کو خدا اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے، خواہ اس میں بظاہر ان کا نفع ہو یا نقصان، ایک منٹ کا توقف نہ کریں۔ فی الفور سمعاً وطاعۃً کہہ کر حکم ماننے کے لیے تیار ہوجائیں، اس میں ان کی بھلائی اور حقیقی فلاح کا راز مضمر ہے۔ (تفسیر عثمانی، مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف بالمدينة المنورة: ۸۸۸/۱۴۰۹ھ، ص: ۴۷۶)

انبیاء کی وحی ازقسم سنت ہے:

اکثر انبیاء کی وحی از قسم سنت ہوتی تھی۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ .... الخ﴾ [النساء: ۱۶۳]

''(اے نبی ﷺ!) بے شک ہم نے تمھاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوح علیہ السلام اور اس کے بعد کے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی۔''

اس آیت میں آپ کے سوا جن انبیاء کا تذکرہ ہوا یعنی نوح اور ان کے بعد آنے والے انبیاء، ان میں سے اکثر کی طرف جو وحی بھیجی گئی وہ از قسم سنت ہوتی تھی۔ اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجی گئی وحی کو جب متلو اور غیر متلو دونوں قسم کی وحی سے تشبیہ دی گئی ہے، تو ظاہر ہے کہ آپ ﷺ پر دونوں قسم کی وحی نازل کی گئی ہے۔ یعنی قرآن کریم کے الفاظ و معانی اور سنت کا مفہوم نازل کیا گیا ہے۔

اتباع وحی کا حکم:

قرآن کریم دونوں قسم کی وحی کی اتباع کا حکم دیتا ہے۔ اللہ عزو جل فرماتے ہیں:

۱۔ ﴿اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ﴾ [الاعراف: ۳]

''جو کچھ تمھارے رب کی طرف سے تمھاری طرف اتارا گیا ہے تم اس کی اتباع کرو۔''

گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں صرف آسمان سے نازل شدہ وحی کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے، اور اس کے سوا کسی اور چیز کی پیروی کرنے سے سختی کے ساتھ منع کردیا گیا ہے، کیونکہ آسمان سے نازل شدہ وحی ہی غلطی سے مبرا اور معصوم ہے، اس کے سوا ہر چیز میں غلطی کا امکان ہے۔

۲۔ ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ﴾ [محمد: ۲]

''اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے اور

اس پر بھی ایمان لائے جو محمد پر اتارا گیا اور وہ ان کے رب کی طرف سے حق سچ ہے ،اللہ نے ان کے گناہ معاف کردیے اوران کی حالت درست کردی۔‘‘

اس آیت سے معلوم ہوا کہ محمد ﷺ پر اتری ہوئی وحی (متلو اور غیرمتلو) پرایمان لانا اوراسے حق سچ سمجھنا انتہائی ضروری ہے۔

امام مالک کا قول:

امام مالک بن انس فرماتے ہیں:

”مامن احد الا وماخوذ من كلامه ومردود عليه الا صاحب هذه الروضة يعني به رسول الله ﷺ . “ (الشعرانی: ۱/ ۴۹)

’’اس روضے والے یعنی رسول اللہ ﷺ کے علاوہ ہرشخص کی بات کولیا بھی جاسکتا ہے اوراسے چھوڑا بھی جاسکتا ہے۔‘‘

علامہ جاراللہ موسیٰ کا قول:

سنت سے متعلق کتاب اللہ اورعقل سلیم کی ان تصریحات کی بنا پر علامہ جاراللہ فرماتے ہیں:

”فالسنن في الشرائع والقوانين اصل الاصول وهي في شرع الاسلام اصل اول بين الاصول الاربعة والكتاب الكريم يؤيد الاصل الاول ويثبته . “ (كتاب السنة، ص: ٤)

’’شریعت اور قانون کے لحاظ سے سنت ،اصولِ اربع میں سے پہلا اصول ہے اور کتاب کریم اس کی تائید وتثبیت کرتی ہے۔‘‘

تفریق فی الاطاعۃ کفر ہے:

اللہ اوراس کے رسول کی اطاعت میں کوئی فرق نہیں ہے۔

ربّ العزت فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًاۙ۝ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا۝﴾ [النساء: ۱۵۰، ۱۵۱]

’’جولوگ اللہ اوراس کے رسولوں کا انکار کرتے اور اللہ اور اس کے رسولوں میں فرق کرنا چاہتے ہیں اوروہ کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اوربعض کا ہم کفر کرتے ہیں اور وہ اس کی درمیانی راہ پر چلنا چاہتے ہیں یہ پکے کافر ہیں اورہم نے کافروں کے لیے رسوا کن عذاب تیار کیا ہوا ہے۔‘‘

اس آیت میں اسباب کفر بیان کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول کے انکار کو یکساں حیثیت دی گئی ہے یعنی جیسے اللہ کا انکار کفر ہے ایسے ہی رسول اللہ کا انکار کفر ہے۔ اسی طرح اس کے بعد کی آیت میں ایمان باللہ اورایمان بالرسل کوالگ الگ اور مستقل حیثیت دی گئی ہے، یعنی رسول پر ایمان لانا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا ضروری اللہ پر ایمان، اوررسول کا انکار بھی اتنا ہی کفر ہے جتنا کفر اللہ کا انکار۔

بنا بریں جس تفریق کو یہاں قطعی کفر کہا گیا ہے وہ تفریق فی الاطاعۃ ہے۔منافقین کی عادات کا تذکرہ قرآن نے اسی انداز میں کیا ہے:

﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا۝﴾

[النساء: ٦١]

’’جب انھیں اللہ اور رسول کی اطاعت کی دعوت دی جاتی ہے تو منافق تمھارے نام سے بدکتے ہیں۔‘‘

یعنی چونکہ ان منافقین کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمودات جوامع الکلم ہیں اس لیے ان میں تو تاویل کی گنجائش مل سکتی ہے لیکن رسول اللہ کی توضیحات وتشریحات میں اس نقب زنی کا موقع میسر نہیں آسکتا کیونکہ تشریحات رسول نے آوارگی کی تمام راہیں مسدود کردی ہیں۔

اسی وجہ سے منافقین اللہ اور رسول میں بلحاظ اطاعت تفریق قائم کرنا چاہتے تھے کہ جب رسول اللہ کے ارشادات حجت اور اطاعت کے مقام سے گرادیے جائیں گے تو سنت کی تشریحات وتوضیحات

سے نجات مل جائے گی اور زندگی کی آوارگیوں کے لیے گنجائش نکل آئے گی ،مگر قرآن کہتا ہے کہ یہ قطعی کفر کی راہ ہے۔سنت کا مقام اطاعت میں قطعی طور پر مستقل بالذات ہے یعنی جس طرح قرآن کی تصریحات واجب الاطاعت ہیں اسی طرح قرآن کریم کے علاوہ جو تصریحات رسول اللہ ﷺ سے منقول ہوں گی اگر چہ وہ قرآنی نصوص میں بصراحت موجود نہ ہوں تب بھی ان کی اطاعت بنص قرآنی فرض ہوگی اور انکار کفر ہوگا۔

اسی سورت کی آیت نمبر (۱۲۵) میں اسی وحدت فی الاطاعت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور اہل ایمان کا تعارف اس طرح کرایا گیا ہے: ﴿لم یفرقوا بین اللہ ورسلہ﴾ یعنی ان (ایماندار) لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور رسولوں کی اطاعت میں تفریق نہیں کی بلکہ دونوں کی اطاعت کو ضروری اور دونوں کے ارشادات کو حجت سمجھا ہے، کیونکہ یہ (اطاعتیں) دو نہیں بلکہ درحقیقت ان کا منبع ایک ہے، چنانچہ باری تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ [النساء: ۸۰]

یعنی جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی درحقیقت اس نے اللہ کی اطاعت کی۔اوران دونوں اطاعتوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مزید ارشاد فرمایا:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ [النساء: ٦٤]

''ہم نے ہر رسول اس لیے بھیجا کہ اللہ کی اجازت سے اس کی اطاعت کی جائے۔''

ازروئے سنت ،قرآن وسنت کا باہمی تعلق:

قرآن اور سنت کا آپس میں گہرا تعلق ہے جس کی نشاندہی مندرجہ ذیل احادیث سے ہوتی ہے۔

((کل امتی یدخلون الجنة الا من أبی))
قالوا:ومن أبی؟ قال:((من اطاعنی دخل الجنة ومن عصانی فقد أبی))

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۷۲۸۰)

''میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس شخص کے جس نے انکار کیا، (صحابہ رضی اللہ عنہم نے) کہا: انکار کس نے کیا؟ آپ ﷺ نے (جواباً) فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے (جنت میں جانے سے) انکار کردیا۔''

رسول اللہ ﷺ نے مزید فرمایا:

''ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب الله وسنة نبیه۔'' (الموطأ، رقم الحدیث: ۲۶۱۸، ۲/ ۴۸۰)

''میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں، جب تک تم انھیں مضبوطی سے تھام رکھو گے تم گمراہ نہیں ہوگے، وہ (دو چیزیں) اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت ہیں۔''

آپ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا:

((من اطاع محمداً فقد اطاع الله ومن عصٰی محمداً فقد عصی الله ومحمد فرق بین الناس .)) (الموطأ، رقم الحدیث: ۷۲۸۱)

''جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کی تو بلاشبہ اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی تو بلاشبہ اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور محمد ﷺ لوگوں (مسلم اور کافر) کے درمیان ایک فرق (کی حیثیت رکھتے) ہیں۔'' (جاری ہے)



خدماتِ اہل حدیث

فاتح قادیان شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کا

ردّ قادیانیت میں کردار

محمد ابراہیم سلفی، ایم فل علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ ۱۸۶۸ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ فراغت تعلیم کے بعد کچھ عرصہ امرتسر اور مالیر کوٹلہ میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ اس کے بعد امرتسر آ کر تصنیف وتالیف میں مشغول ہوگئے۔ جب مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ نے تعلیم سے فراغت حاصل کی تو اس وقت ملک میں تین گروہ اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف برسرپیکار تھے: ۱۔عیسائی، ۲۔آریائی، ۳۔قادیانی۔

مولانا ثناء اللہ نے ان تینوں کے خلاف محاذ قائم کیا اور ان سے برسرپیکار ہوگئے۔ علامہ سیّد سلیمان ندوی نے لکھا ہے کہ جس نے بھی اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف آواز اٹھائی اس آواز کو دبانے کے لیے سب سے پہلے میدان میں مولانا ثناء اللہ مرحوم آتے تھے۔

اور سرخیل اہل حدیث شیر پنجاب مولانا ثناء اللہ امرتسری کی شخصیت اس میدان میں اس قدر قد آور ہے کہ بڑے سے بڑا متعصب بھی ان کا ذکر کیے بغیر آگے نہیں گزر سکتا۔ اور برصغیر میں صرف مولانا امرتسری رحمہ اللہ کی واحد ذات ایسی تھی جن کو مرزائیت کا ناطقہ بند کرنے کی وجہ سے شیر پنجاب اور فاتح قادیاں جیسے القاب سے مسلمانوں کی طرف سے متفقہ طور پر حق دار سمجھا گیا۔ چنانچہ مولانا اللہ وسایا صاحب حنفی دیوبندی فرماتے ہیں:

''آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی سے مناظرے، مباحثے اور مقابلے کیے اس لیے آپ کو شیر پنجاب کہا جاتا ہے۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی نے آخری عمر میں اعلان کیا تھا کہ میں اگر سچا ہوں تو میری زندگی میں ثناء اللہ کسی وبائی مرض میں مبتلا ہو کر مرجائیں گے اور اگر وہ سچے ہیں تو میں ان کی زندگی میں مرجاؤں گا۔ الحمدللہ حضرت مولانا ثناء اللہ کی زندگی میں مرزا قادیانی ہیضہ جو ایک وبائی مرض ہے اس کا شکار ہو کر آنجہانی ہوگیا۔ اس لیے آپ کو فاتح قادیان کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔'' (تذکرہ مجاہدین ختم نبوت:۱۱۹)

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''قادیانی آپ کا نام سن کر لرزہ براندام ہوجایا کرتے تھے۔ بارہا ایسا ہوا کہ کسی مناظرہ کی تحریک ہوئی لیکن یہ سن کر کہ اس مناظرہ میں مولانا ثناء اللہ امرتسری پیش ہوں گے قادیانیوں نے دست کشی اختیار کرلی۔'' (تذکرہ مجاہدین ختم نبوت:۱۲۶)

اسی طرح ایک اور حنفی عالم مولانا ابوالحسن علی ندوی مولانا امرتسری رحمہ اللہ کی ردّ قادیانیت میں خدمات جلیلہ کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''مرزا غلام احمد نے جب ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا پھر ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا تو علمائے اسلام نے اس کی تردید ومخالفت شروع کی اور تردید ومخالفت کرنے والوں میں مولانا ثناء اللہ امرتسری پیش پیش اور نمایاں تھے۔'' (قادیانیت مطالعہ وجائزہ، ص:۲۸)

مرزائیوں کے ساتھ مناظرے:

مولانا امرتسری نے مرزائیوں کے ساتھ جو مناظرے کیے وہ احاطہ تحریر میں لانے مشکل ہیں۔ اس وقت صرف دو نمونے آپ کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں۔ جس سے آپ کی حاضر جوابی اور کمال درجہ کی ذہانت کا بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

مناظرہ نمبر ۱:

ایک دفعہ مرزائیوں کے ساتھ مناظرہ تھا اور موضوع متعین نہیں ہو

رہا تھا۔ مرزائی چاہتے تھے کہ مسئلہ حیات وممات پر گفتگو ہو اور مسلمانوں کی خواہش تھی کہ مرزا جی کا آسمانی نکاح محمدی بیگم زیر بحث آئے۔ چنانچہ مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ نے بدلائل فرمایا کہ پہلے اسی موضوع پر بحث ہونی چاہیے۔ مرزائی مناظر اٹھا اور اس نے کہا میں نہیں سمجھتا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا محمدی بیگم سے کیا رشتہ ہے جو اس کو محمدی بیگم کی اس قدر حمایت پر مجبور کر رہا ہے۔ مولانا ثناء اللہ اٹھے اور فرمایا: عزیز من! محمدی بیگم سے ہمارا تعلق اگر زیادہ سے زیادہ کہو تو یہی کہو گے کہ ہماری اسلامی بہن ہے مگر ہم تو اس کی حمایت اس لیے کرتے ہیں کہ وہ تمہاری ماں ہے کیونکہ نبی کی بیوی امت کی ماں ہوتی ہے ہم کہتے ہیں کہ اگر تم غیور ہو تو اپنی ماں کو گھر لا کر بٹھاؤ وہ دوسروں کے گھروں میں کیوں پھر رہی ہے۔ بس اتنا کہنا تھا کہ مرزائیوں کے پاؤں تلے زمین نکل گئی۔

مناظرہ نمبر۲:

ایک دفعہ گورداس پور میں سکھوں کا جلسہ ہوا ان دنوں پنجاب میں فساد رونما تھا۔ حضرت فاتح قادیان کو بھی شریک جلسہ ہونے کی دعوت دی گئی۔ اور گزارش کی گئی کہ ملکی اتحاد و اتفاق پر تقریر فرمائیں تا کہ فساد نہ ہو۔ آپ تشریف لے گئے اور بلیغ و پرتاثیر تقریر فرمائی۔

دورانِ تقریر آپ نے مرزائیت کا ذکر چھیڑا اور سکھوں سے کہا کہ وہ ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب قادیان کا احترام کریں اور ان کی امت کے ساتھ ادب سے پیش آئیں۔ کیونکہ پیغمبر قادیان بھی کچھ نہ کچھ سکھوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ جلسے میں چونکہ رنگا رنگ مخلوق تھی ہندو، سکھ، عیسائی، مسلمان اور مرزائی وغیرہ آئے ہوئے تھے۔ جب مولانا نے یہ الفاظ کہے تو چند قادیانیوں کا پارہ چڑھ گیا اور انھوں نے شور مچا دیا مولوی صاحب اپنے الفاظ واپس لو اور تحریری معافی مانگو ورنہ دعویٰ کیا جائے گا، حضرت فاتح قادیان مسکرائے اور فرمایا قادیانی دوستو، اگر میں نے مرزا صاحب کو مہاراجہ اور سکھوں سے قریبی تعلق رکھنے والے کہا ہے تو بے جا نہیں کہا ان کے اس الہامی نام کی مناسبت سے کہا ہے جو ان کے خدا نے بذریعہ وحی ان کو بتلایا تھا۔ چنانچہ سن لیجیے کہ حضرت مرزا صاحب کا اسم شریف ''امین الملک جے سنگھ بہادر'' رکھا گیا ہے۔ باور نہ ہو تو البشریٰ کی جلد دوم ص:۱۱۸ دیکھئے اور اطمینان فرمائیے۔

فاتح قادیان کی ردّ قادیانیت پر تصانیف:

مولانا نے چھوٹی بڑی بیسیوں کتابیں ردّ قادیانیت میں تصنیف فرمائیں جن میں سے چند معروف کتب یہ ہیں:

۱۔ الہامات مرزا۔ ۲۔ ہفوات مرزا۔ ۳۔ صحیفہ محبوبیہ۔ ۴۔ فاتح قادیان۔ ۵۔ آفتہ اللہ۔ ۶۔ فتح ربانی در مباحثہ قادیانی۔ ۷۔ عقائد مرزا۔ ۸۔ چیستان مرزا۔ ۹۔ مرقع قادیانی۔ ۱۰۔ راز قادیاں۔ ۱۱۔ فسخ نکاح مرزائیاں۔ ۱۲۔ تاریخ مرزا۔ ۱۳۔ نکاح مرزا۔ ۱۴۔ شاہ انگلستان اور مرزائے قادیاں۔ ۱۵۔ عجائبات مرزا۔ ۱۶۔ نکات مرزا۔ ۱۷۔ قادیانی مباحثہ دکن۔ ۱۸۔ شہادات مرزا۔ ۱۹۔ ہندوستان کے دو ریفارمر۔ ۲۰۔ محمد قادیانی۔ ۲۱۔ مرزق مرزا۔ ۲۲۔ تعلیمات مرزا۔ ۲۳۔ فیصلہ مرزا۔ ۲۴۔ تفسیر نویسی کا چیلنج اور فرار۔ ۲۵۔ علم کلام مرزا۔ ۲۶۔ بہاء اللہ اور مرزا۔ ۲۷۔ عشرہ کاملہ۔ ۲۸۔ اباطیل مرزا۔ ۲۹۔ تحفہ احمدیہ۔ ۳۰۔ مکالمہ احمدیہ۔ ۳۱۔ بطش قدیر برقادیانی تفسیر کبیر۔ ۳۲۔ لیکھ رام اور مرزا۔ ۳۳۔ ثنائی پاکٹ بک۔ ۳۴۔ تحفہ مرزائی۔ ۳۵۔ محمود مصلح موعود۔ ۳۶۔ رسائل اعجازیہ۔

ان کے علاوہ بھی مولانا ابوالوفاء رحمہ اللہ کی کئی تصانیف قادیانیت کے ردّ میں ہیں اور مرزائیت سے مناظرے ومباحثے سینکڑوں کی تعداد میں ہوئے اور ہزاروں کی تعداد میں مرزائیت کے خلاف تقاریر کیں اور مقالات لکھے حتی کہ قادیانیت کی تردید کے لیے ہفت روزہ اہل حدیث اور ماہنامہ مرقع قادیاں جاری فرمایا جو کہ پورے کا پورا مکمل طور پر ردّ قادیانیت کے لیے ہی وقف تھا۔ ایک دفعہ ۱۹۰۳ء میں آپ مرزا قادیانی کے گھر قادیاں میں چلے گئے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے یہ اعلان کر رکھا تھا کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ قادیاں نہیں آسکتے مگر مولانا ثناء اللہ کو اللہ تعالیٰ نے شیر کا حوصلہ اور چیتے کا جگر عطا فرمایا تھا کہ مولانا بے خوف وخطر قادیاں میں چلے گئے اور مرزا کو للکارا

مگر وہ بھیگی بلی بنا گھر میں ہی دبکا رہا اور اسے مولانا امرتسری کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ فللہ الحمد

اسی طرح وہ قافلہ اہل حدیث کے جرنیل اور مولانا امرتسری رحمہ اللہ ہی تھے جنھوں نے ۱۹۱۲ء میں لدھیانہ میں مرزائیوں کو ایک مناظرہ میں شکست فاش دے کر تین سو روپے کا انعام جیتا تھا۔

اسی طرح ۱۹۰۹ء میں مرزائیوں سے رام پور میں ایک زبردست مناظرہ ہوا جس میں ہندوستان بھر سے ایک سو چوٹی کے علماء موجود تھے مگر مرزائیت سے مناظرہ کے لیے جس شخص کا انتخاب ہوا وہ مسلک اہل حدیث کے ترجمان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ تھے۔ رحمہ اللہ رحمة واسعة وجزاه عن سائر المومنين.

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کی ردّ قادیانیت میں خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے شورش کاشمیری نے لکھا ہے:

''جن اہل حدیث علماء نے مرزا قادیانی اور ان کے بعد قادیانی امت کو زیر کیا ان میں مولانا بشیر سہسوانی رحمہ اللہ، قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ اور مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ سرفہرست تھے۔ لیکن جس شخصیت کو علمائے اہل حدیث میں فاتح قادیاں کا لقب ملا وہ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ تھے۔ انھوں نے مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کو لوہے کے چنے چبوا دیئے اپنی زندگی ان کے تعاقب میں گزار دی۔ ان کی بدولت قادیانی جماعت کا پھیلاؤ رک گیا۔''

(تحریک ختم نبوت: ۴۰)

یاد رہے مرزا قادیانی کو منطقی انجام تک پہنچانے کا سبب بھی اللہ تعالیٰ نے اہل حدیث کو بنایا جس کا ذکر کیے بغیر مولانا امرتسری رحمہ اللہ کی خدمات کا تذکرہ ادھورا ہے اور ۱۹۷۴ء میں جب مرزائیت کو قانون و دستوری طور پر غیر مسلم قرار دے دیا گیا تو اس وقت مرزا ناصر سے اٹارنی جنرل نے جو آخری سوال کیا اور جس کا مرزا ناصر جواب نہ دے سکا بعد ازاں ان کو کافر قرار دے دیا گیا وہ بھی اہلحدیث کا ہی تیار کردہ تھا۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے جب مرزا اور مرزائیت کا ناطقہ بند کر دیا تو تنگ آ کر مرزا قادیانی نے مولانا امرتسری سے مباہلہ کیا جس کے نتیجہ میں وہ ذلت کی موت مرگیا اور مولانا اس کی موت کے بعد ۴۰ سال تک زندہ رہے۔

آخری فیصلہ...... مرزا قادیانی جہنم واصل:

مرزا کے ساتھ مولانا کا یہ مباہلہ تاریخ میں آخری فیصلہ کے نام سے مشہور ہوا اور مرزا کے اس خط کو تقریباً ہر اس مؤرخ نے مفصل یا مختصر نقل کیا ہے جس نے بھی مولانا امرتسری رحمہ اللہ کا تذکرہ کیا ہے مگر اس وقت تفسیر ثنائی سے مرزا کا وہ خط مکمل نقل کرنا چاہتا ہوں لیجیے ملاحظہ فرمائیے:

''بسم الله الرحمن الرحيم۔ نحمده ونصلي على رسوله الكريم يستنبؤنك أحق هو قل اى وربى انه الحق.

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب، السلام على من اتبع الهدى۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود وکذاب اور دجال ومفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق پھیلانے کے لیے مامور ہوں اور آپ بہت سی افترا میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی سخت لفظ نہیں ہوسکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے دشمنوں کی زندگی میں ناکام اور ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے۔ تا کہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری

نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشین گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے۔ جو میرے دل کی حالت سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد وکذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں عرض کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کردے اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کردے، آمین۔

مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں مجھ پر جو لگاتا ہے حق نہیں ہے تو میں عاجزی سے تیری جناب میں عرض کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کردے مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون، ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے میں ان کے ہاتھوں سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتا ہے جن کا وجود ہی دنیا کے لیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انھوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت ﴿لا تقف ما ليس لك به علم﴾ پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد، ٹھگ، دوکاندار، کذاب، مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انھی تہمتوں کے ذریعے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لیے اب میں تیری ہی رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔

ربنا افتح بيننا وبين قومنا بالحق وانت خير الفاتحين. آمين

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ الراقم: عبدالصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود، عافاہ اللہ وایدہ۔ (مرقومہ: ۱۸/اپریل ۱۹۰۷ء، بحوالہ تفسیر ثنائی: ۸۱۸)

یہ طویل ترین خط بار بار پڑھیں اور اندازہ لگائیں کہ مرزا قادیانی مولانا امرتسری سے کس قدر تنگ ہے کہ اتنی عاجزی وانکساری سے دعا کررہا ہے۔ اور اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کریں کہ جس طرح ملت قادیانیہ کے کفر کا فتویٰ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اہل حدیث کے ہاتھوں جاری کروایا۔ اسی طرح مرزا قادیانی کی موت کا سبب بھی اللہ تعالیٰ نے اہل حدیث کے ہی سرخیل مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کو بنا دیا کیونکہ اس دعا کے ایک سال اور چند دن بعد مرزا قادیانی ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو ہیضہ کی بیماری سے لاہور میں مرگیا اور مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب مرزا کی موت کے چالیس سال بعد تک زندہ رہے اور ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو سرگودھا میں وفات پائی۔

انا لله وانا اليه راجعون۔ اللهم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه۔ آمین



نکتۂ نظر

مجرمانہ خاموشی کیوں؟

عطاء محمد جنجوعہ

اسلامی ملک شام میں کچھ عرصہ سے ملک گیر مظاہرے جاری ہیں۔سرکاری فوج کی فائرنگ سے روزانہ پچاس کے لگ بھگ افراد ہلاک ہو رہے ہیں۔مظاہرین کے معصوم بچوں کو ذبح کر کے قیمہ بنایا جا رہا ہے۔اس کے باوجود صدر بشار الاسد کے خلاف لاکھوں افراد سڑکوں پر نکل کر احتجاج کر رہے ہیں۔۱۳/ مارچ ۲۰۱۲ء کی اخباری رپورٹ کے مطابق شام کے شہر حمص میں حکومتی فوج اور بشار الاسد کی حامی ملیشیا نے اتوار کی شب ۴۷ خواتین اور بچوں کو گلا کاٹ کر ہلاک کردیا۔شہر سے ۲۶ بچوں اور ۱۲ خواتین کی نعشیں ملی ہیں جن کے گلے کٹے ہوئے تھے۔بعض خواتین کو قتل کرنے سے قبل انھیں جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ان واقعات کے بعد سینکڑوں شہری علاقے سے نقل مکانی کر گئے ہیں۔ادلیب میں بھی سرکاری فوج کی تازہ ترین کارروائی میں ۲۷ افراد ہلاک ہوگئے۔روزنامہ اخبارات کے کالم نگار میمو اور اصغر کیس جیسے داخلی مسائل میں الجھے ہوئے ہیں انھیں خارجی مسائل پر تبصرہ کرنے کی فرصت نہیں۔دینی جماعتوں کے ترجمان ہفت روزہ رسائل نے شام کے حالات پر حقائق بیان کرنے سے چشم پوشی اختیار کرلی ہے۔مذہبی تنظیمیں صدر مشرف کی مذمت کرتے ہیں لیکن اس کی پالیسی ''پہلے پاکستان'' پر گامزن ہیں۔انھوں نے اپنی سرگرمیوں کو دفاعِ پاکستان تک محدود کر دیا ہے۔

سرکاری اہلکار ہلاک ہوں یا مظاہرین، ہیں تو مسلمان پھر ہمارا دل کیوں نہیں دھڑکتا۔مذہبی جماعتوں کی مجرمانہ خاموشی چہ معنی دارد؟

مسلم دنیا خلافت کے سایہ میں متحد تھی۔طاغوتی قوتوں کی سازش سے آج وہ پچاس سے زیادہ ریاستوں میں بٹ چکی ہے۔صیہونی تنظیم پاکستان انڈونیشیا اور سوڈان کی طرح دیگر مسلم ریاستوں میں نسلی، لسانی اور مذہبی فساد بھڑکا کر چھوٹی اکائیوں میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔اس لیے مسلم ممالک میں سامراجی قوتوں کی مداخلت قابل مذمت ہے۔تاہم غور طلب پہلو یہ ہے کہ افغانستان میں طالبان کے دور میں امن وامان تھا۔عوام پرسکون تھے۔مظاہروں کا نام ونشان تک نہ تھا۔امریکا نے نائن الیون کی آڑ میں بمباری کر کے طالبان حکومت کا خاتمہ کردیا اور عراق میں کیمیائی ہتھیاروں کا واویلا مچا کر حملہ کردیا اور صدام کو پھانسی پر لٹکا دیا۔امریکا نے ان ممالک میں مداخلت کے حق میں کون سی قرار داد اقوامِ متحدہ سے منظور کروائی؟ سلامتی کونسل کے کس مستقل رکن نے امریکا جارحیت کے ویٹو پاور کو استعمال کیا ہے؟ امریکا نے شام میں سرکاری فوج کی درندگی روکنے کے لیے عراق کی طرح شام میں مداخلت کیوں نہیں کی؟ چین اور روس نے افغانستان، عراق اور لیبیا میں امریکی جارحیت پر قانونی مزاحمت کیوں نہیں کی؟ لیکن اب وہ سلامتی کونسل میں شامی حکومت کے خلاف پیش ہونے والی قرار داد کی مخالفت کیوں کررہے ہیں۔اگر سلامتی کونسل کے مستقل ارکان کو عراقی عوام سے ہمدردی تھی تو پھر شامی عوام سے کیوں نہیں؟ کیا عراق میں دھڑکتے دل والے انسان بستے تھے اور شام میں ذبح ہونے والے پتھر کے مجسمے ہیں؟

بلاشبہ پاگل مرد نے عورت کے چہرہ پر تیزاب پھینک کر مردود فعل کا ارتکاب کیا اس پر بنائی جانے والی دستاویزی فلم کو آسکر ایوارڈ ملا ہے لیکن عورتوں اور بچوں کے گلے کاٹنے پر انسانی حقوق کی تنظیمیں

خاموش تماشائی کیوں؟

یمن اور بحرین میں عوام نے حکمرانوں کے خلاف احتجاج کیا۔ حکومت نے ان پر تشدد کیا۔ مسلم دنیا میں ہر جگہ ان کے غم خواروں نے احتجاج کیا۔ یمن اور بحرین کے حکمران خاندان اور حمایتی سربراہوں کے خلاف کھل کر نعرہ بازی کی۔ اُن سے وفاداری کا اظہار قابل تحسین عمل تھا۔

شامی عوام نے ۱۹۸۲ء میں بہشت پارٹی سے نجات حاصل کرنے کے لیے مظاہرے کیے۔ حکومت نے ایک لاکھ افراد کو قتل کر کے تحریک کا خاتمہ کر دیا۔ کسی عالمی ادارہ یا تنظیم نے کوئی نوٹس نہ لیا۔

تیس سال بعد حزب اختلاف کی تحریک میں مظاہرین کے بچوں کو ذبح کیا جا رہا ہے۔ عورتوں کی حرمت کو پامال کر کے قتل کیا جا رہا ہے۔ کسی مسلم حکمران نے ان خونخوار درندوں کی اعلانیہ مذمت کیوں نہیں کی؟ ملت اسلامیہ نے شامی عوام سے اظہار یک جہتی کے لیے پرامن مارچ تک کیوں نہیں کیا؟ علماء، لیڈروں اور کالم نگاروں سے پوچھنے پر مجبور ہوں کیا شامی عوام مسلمان ہیں؟ اگر کلمہ گو ہیں تو اُن کا کون سا جرم ہے جس کی وہ سزا بھگت رہے ہیں؟ اگر جرم نہیں تو ملت اسلامیہ کے اہل خیر کی مجرمانہ خاموشی چہ معنی دارد؟



قرار دادِ تعزیت

کچھ عرصے سے جماعت اہل حدیث پاکستان کو علمی سطح پر شدید صدمات سے گزرنا پڑا ہے کہ ان میں اساتذہ، مدرسین، اکابر اور مربی ونامور علمائے مرحومین حضرت مولانا محمد اعظم صاحب، حضرت مولانا سلیم اللہ کمیرپوری، حضرت مولانا معین الدین لکھوی، حضرت مولانا محمد اسماعیل اسد اور پھر علم وعمل کے مجسم نمونے اور سیکڑوں علمائے کرام کے استاذ حضرت مولانا حافظ عبدالمنان نور پوری کی وفات غم ناک نے تو بساطِ علم میں بڑا خلا پیدا کیا۔ اس کے بعد مزید ایک افسوسناک اور اندوہ ناک سانحہ قتل پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر صاحب کا ہوا۔ یہ تمام صدمات ایک بڑے خلا ہیں، جماعت اہل حدیث جس سے دوچار ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کو اپنے جوارِ رحمت میں اعلیٰ مقام سے نوازے اور جماعت اہل حدیث پاکستان کو صبر جمیل دے، آمین۔

دارالدعوۃ السّلفیہ شیش محل روڈ لاہور کے اراکین مجلس عاملہ مرحومین کے اعلیٰ درجات کے لیے دعا گو ہیں، ان کی خدمات دینیہ کو سراہتے اور انھیں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔

دعا گو

- حضرت مولانا حافظ ثناء اللہ خان المدنی
- حضرت مولانا محمد اسحاق بھٹی
- محترم ڈاکٹر سعید اقبال قریشی
- حافظ احمد شاکر
- ملک عصمت اللہ قلعوی
- حافظ محمد اشرف
- ڈاکٹر محمد حماد لکھوی
- شیخ محمد عتیق
- حضرت مولانا محمد ابوبکر صدیق السّلفی
- حضرت مولانا ارشاد الحق اثری
- حافظ عبدالحمید ازہر
- چوہدری نعیم صادق ایڈووکیٹ
- مولانا مبشر احمد مدنی
- حافظ حماد شاکر

(ادارہ دارالدعوۃ السّلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور)

ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر شہید رحمہ اللہ

محمد یوسف انور فیصل آباد

یہ بندۂ عاجز ۱۷ مارچ کی شام ماموں کانجن کانفرنس کے آخری اجلاس میں شرکت کے لیے پابہ رکاب تھا کہ فون پر عزیز القدر میاں محمد طاہر ناظم المرکز الحرمین الاسلامی نے یہ وحشت اثر خبر سنائی کہ ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر قتل کر دیے گئے ہیں۔ میں نے فوراً جامعہ سلفیہ میں پروفیسر چوہدری محمد یٰسین ظفر سے رابطہ قائم کیا تو انھوں نے بڑے دکھ اور اشکبار لہجہ میں اس روح فرسا خبر کی تصدیق و تفصیل ذکر فرمائی۔ چند لمحات کے لیے مجھ پر بھی سکتہ کی کیفیت طاری رہی مگر زبان سے انا للہ وانا الیہ راجعون کے الفاظ ہی نکلے اور سوچ و بچار کے احوال میں اللہ تعالیٰ کے حضور عرضداشت ہوا کہ یا اللہ یہ کیا ماجرا ہے کہ ماضی قریب سے ہم جماعتی و علمی عظیم ترین سانحات سے دوچار ہو رہے ہیں۔ مولانا حافظ محمد یحییٰ عزیز، مولانا محمد یحییٰ شرقپوری، مولانا حافظ عبدالرزاق سعیدی، مولانا محمد اعظم آف گوجرانوالہ، حضرت مولانا معین الدین لکھوی، مولانا حافظ محمد اسماعیل اسد اور حال ہی میں ان جہانِ فانی کو چھوڑ جانے والوں میں مولانا حافظ عبدالمنان نورپوری بھی شامل ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔

فاضل دوست ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر کا اب سانحہ شہادت سے تو ہوش وحواس ہی اڑ کر رہ گئے ہیں۔ گزشتہ برسوں پر پھیلی ہوئی کتنی ہی حسین اور عزیز مربوط یادیں میری آنکھوں میں گردش کر رہی ہیں۔ جامعہ سلفیہ میں ان کا زمانۂ طالب علمی پھر دورِ تدریس اور یہاں سے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ جا کر اعلیٰ تعلیمات وکمالات کی فضیلتیں سمیٹنا کہ جن سے ملک بھر کے اساتذہ کرام وطلبائے عزیز مستفید ہو رہے تھے۔ مدارسِ دینیہ سے وابستگان چھوٹے بڑے تشنگانِ علوم اسلامیہ ان کے علم وعمل اور دعوت وارشاد سے اپنے قلوب واذہان کو منور کر رہے تھے۔

جماعت کے بڑے بڑے علمی گہوارے اور دروس بخاری کی سالانہ تقریبات ان کی تشریف آوری سے مزین ہو جاتیں۔ صحیح بخاری کی آخری حدیث پر درس دیتے ہوئے مشکل ترین مسائل ونکات اور استنباط کو ایسے عام فہم انداز میں بیان فرماتے کہ علماء وطلباء کے ساتھ ساتھ عام سامعین بھی یکساں محظوظ ہوتے۔ ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ ایک منجھے ہوئے عالم دین، تجربہ کار اہل علم، شعلہ نوا مقرر وخطیب، عظیم سکالر اور خوش الحان واعظ وادیب تھے۔ علمی وفکری مجالس اور منتخب قسم کے مذاکرات وسیمینارز کے وہ روحِ رواں ہوتے۔ ایسی ہمہ اوصاف شخصیات اب کہاں جو اپنی ذات میں ایک انجمن سے کم نہ تھے۔ اِن تمام اوصاف واقدار اور اخلاقِ حمیدہ کے باوجود طبیعت میں بے حد سادگی، اسلاف ہی کی طرز کی عجز وانکساری کے مالک تھے۔

ڈاکٹر صاحب اپنی مقامی علمی مصروفیات اور گوناگوں سرگرمیوں کی انجام دہی ہی نہیں بلکہ احباب جماعت کی دعوت پر لمبے سفر کے لیے بھی کمربستہ رہتے۔ فیصل آباد میں اسی روز نماز ظہر کے بعد ان کی نماز جنازہ فضیلۃ الشیخ حافظ مسعود عالم حفظہ اللہ نے نہایت الحاح وزاری کے ساتھ پڑھائی جبکہ نمازیوں کا ایک اژدہام تھا، نہ صرف شہر وضلع فیصل آباد بلکہ قصور، لاہور، اوکاڑا، سرگودھا، چنیوٹ وجھنگ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، اور شیخوپورہ کے اضلاع سے بھاری تعداد میں علماء وصلحاء اور کارکنانِ جماعت نظر آ رہے تھے۔ جماعتی علمی شخصیات جن میں مولانا حافظ عبدالکریم ناظم اعلیٰ، مولانا عبدالحمید ہزاروی، مولانا حافظ عبدالعلیم یزدانی، مولانا رانا محمد شفیق خاں پسروری، مولانا مبشر احمد مدنی، مولانا حافظ حسن مدنی مدیر ''محدث''، مولانا حافظ احمد شاکر مدیر ''الاعتصام''

اور مولانا امیر حمزہ جماعۃ الدعوۃ کے رفقاء جناب زاہد اشرف مدیر ''المنبر'' مولانا حافظ محمود احمد کمیر پوری، حافظ عبدالباسط، مولانا محمد ابراہیم خلیل، مولانا قاری محمد ابراہیم میر محمدی، مولانا قاری صہیب احمد میر محمدی، مولانا عبدالقہار برق توحیدی اور کثیر تعداد میں ممتاز علماء وشیوخ الحدیث تشریف رکھتے تھے جو اس اچانک سانحہ پر مغموم ومحزون تھے۔ محترم عرفان اللہ ثنائی اپنے رفقاء سمیت سرگودھا سے آئے تھے۔

نماز جنازہ سے قبل پروفیسر محمد یٰسین ظفر صاحب نے ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کی علمی خدمات اور اُن کے دردناک واقعہ شہادت کا مختصراً تذکرہ کیا، راقم الحروف نے چند تعزیتی الفاظ میں کہا کہ جامعہ سلفیہ کے جن فضلاء نے نہ صرف ملک وبیرون ملک بلکہ عالم اسلام میں نام پیدا کیا اور شہرت کے بلند مرتبت علمی مقام اور بام عروج پر پہنچ چکے تھے ان میں مولانا سیّد ابوبکر غزنوی، علامہ احسان الٰہی ظہیر اور ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمہم اللہ سرفہرست ہیں بقول مولانا حالی ؎

مشقت کی کلفت جنھوں نے اٹھائی
جہاں میں ملی ان کو آخر بڑھائی
کسی نے بغیر اس کے ہرگز نہ پائی
فضیلت نہ عزت نہ فرمانروائی
نہال اس گلستان میں جتنے بڑھے ہیں
ہمیشہ وہ نیچے سے اوپر چڑھے ہیں

فیصل آباد کینال روڈ کے نواحی خوبصورت ماحول میں نوتعمیر مسجد صادقین میں ۳۰ مارچ کے خطبۂ جمعہ کے لیے راقم الحروف نے چند روز قبل ڈاکٹر صاحب سے عرض کیا تو مجھ سے محبت ولگاؤ کے سبب مقامی ذمہ داریوں کے باوجود دعوت کو قبول فرمایا شہر کے در ودیوار پر اشتہارات چسپاں ہوچکے تھے۔ نماز جمعہ کے بعد انھوں نے مسجد کے منتظم میاں محمد اکرام کی رہائش گاہ فیصل گارڈن پر کھانے کی مجلس میں شہر کے علماء کو بھی خصوصی خطاب فرمانا تھا مگر اللہ تعالیٰ کا فرمان برحق ہے: ﴿وما تشاء ون الا ان يشاء الله رب العالمين﴾ قضا وقدر کے اس خدائی فیصلوں پر ہمارا ایمان وایقان ہے، سنت نبوی کے مطابق زبان پر یہی الفاظ ہیں ولکن لا نقول إلا ما یرضی به ربنا.

شاعر کی زبان میں ؎

ہم پرورش لوح وقلم کرتے رہیں گے
جو دل پہ گزرتی ہے اسے رقم کرتے رہیں گے

قابل غور بات یہ ہے کہ ملک میں امن وامان کی ابتری کی جو صورتِ حال ہے اس کی سنگینی اور تشویشناک نتائج ہم سب کے علم میں ہیں۔ حکمرانوں کو اقتدار سے ہر قیمت پر چمٹے رہنے اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کیے رکھنے کے سوا اور کوئی سروکار نہیں ہے۔ ہمارے ممدوح اور ملک کی عظیم علمی وملی شخصیت ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ کے ساتھ دہشت وبربریت کی جو واردات ہوئی اس کی دلیری اور قانون شکنی لمحۂ فکریہ ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جب تک جرم کی نوعیت کے مطابق مجرموں کو سزا نہیں ملتی اس وقت تک امن کا قیام ناممکن ہے۔ مملکت سعودیہ عربیہ کی طرح اسلام کے نظامِ قصاص وتعزیرات کے نفاذ کے بغیر جرائم کا خاتمہ بعید از قیاس ہے۔

المختصر یہ کہ ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ کی خدماتِ علمیہ کو بھلایا نہیں جاسکتا، جامعہ سعیدیہ خانیوال جس کی بنیاد ان کے بزرگ شیخ الحدیث مولانا علی محمد سعیدی رحمہ اللہ نے رکھی تھی اسے پروان چڑھانے اور ملک کے بڑے تعلیمی مراکز میں اسے ایک ممتاز مقام دینے میں ڈاکٹر صاحب کی مساعی وحسنات ناقابل فراموش ہیں۔ ان کا یہ صدقہ جاریہ بلاشبہ اب مرکز ہدایت اور علاقہ بھر میں خصوصی علمی اہمیت کا حامل ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے خلف الرشید اور ان کے لائق فرزند ارجمند عزیزم حافظ مسعود اظہر حفظہ اللہ اس کی ترقی کے لیے شب وروز ایک کیے ہوئے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں اور ان کے چھوٹے بھائی بہنوں کو صبر وحوصلہ کی توفیق بخشے اور ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ ہی کی طرح سرگرمِ عمل ہوکر دین حنیف کی تبلیغ واشاعت اور تعلیم وتدریس کی ہمت وتوانائی عطا فرمائے اور بخشش ومغفرت فرما کر ڈاکٹر

صاحب کو جنت الفردوس میں انبیاء وصلحاء اور شہداء کا ساتھ نصیب فرمائے۔

ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کو اپنے مادر علمی جامعہ سلفیہ کے ساتھ جو انس تھا اگرچہ وہ فطری تھا لیکن جامعہ کے نظم ونسق کو سنوارنے اور تعلیمی معیار کو بلند سے بلند کرنے میں ان کی راہنمائی ومشاورت کو اساتذہ ومنتظمین ہمیشہ وقعت دیتے۔ اسی طرح جامعہ سلفیہ اسلام آباد کے منتظم محترم حافظ شیخ محمد شفیق بھی ڈاکٹر صاحب سے قلبی تعلق رکھتے تھے اور ان کی علمی تگ وتاز سے جامعہ کے اساتذہ وطلباء کو مستفید بھی فرماتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب کے اِن تمام رفقاء کے ساتھ اظہار تعزیت کرتے ہوئے ان حروف کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ سب کو صبر واستقامت سے نوازے۔



اصلاحِ معاشرہ

اپریل فول کی شرعی حیثیت اور قباحتیں

عبدالقدوس، گوجرانوالہ

دشمنانِ اسلام یہود و نصاریٰ ہمیشہ سے اسلام کو مٹانے یا تعلیماتِ اسلام کو مسخ کرنے کے درپے رہے ہیں۔ ان کی یہ ناپاک کوششیں مختلف انداز میں تاہنوز جاری وساری ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ان کے نام اور انداز بدل جاتے ہیں لیکن مقاصد واہداف وہی رہتے ہیں۔

روزِ اوّل سے ہی مسلمان اپنی قلیل تعداد اور معمولی وسائل کے باوجود اعدائے اسلام پر غالب نظر آتے ہیں۔ کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ مسلمان اپنی بے سروسامانی اور عددی قلت کی وجہ سے مغلوب ہوئے ہوں۔ مسلمانوں کے غلبے، فتح اور کامیابی کا راز دل و جان سے ﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ پر عمل پیرا ہونا تھا۔ ہر میدان میں جیت اور کامیابی ہمیشہ اللہ اور اس کے رسول اور ان پر ایمان ویقین رکھنے والے متبعین کا مقدر ٹھہری۔

جب تک مسلمانوں نے صرف اسلام کو اپنا اوڑھنا بچھونا اور اپنا کردار اسلام کے مطابق رکھا تو یہی لوگ حزب اللہ کہلائے۔ اللہ کے اس گروہ سے شکست یافتہ دشمنانِ دین نے جب یہ منظر دیکھا کہ تو سر جوڑ کر بیٹھے اور مشورہ کیا کہ میدانوں میں ہم ہر جنگ ہار چکے ہیں، اب مسلمانوں کی نفسیات کو زیر کر کے غلبہ حاصل کیا جائے۔ تو اس سازش میں وہ کامیاب ہوتے گئے۔ اور آج تک ہو رہے ہیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ تقریباً 60 اسلامی ممالک میں مسلمانوں کی درگت بن رہی ہے۔ جان وعزت کے جنازے نکل رہے ہیں۔ دشمنانِ دین اسلام کا نام ونشان مٹانے کے درپے ہیں۔ یہ تمام حالات مسلمانوں کا اپنی اصلیت، شعار اور پہچان کو ترک کرنے کا نتیجہ ہے۔

دنیا کے اندر ہمیشہ سے دو گروہ آپس میں گتھم گتھا ہوئے ایک حزب اللہ اور دوسرا حزب الشیطان۔ حزب الشیطان اور اس کے چیلوں نے ایمان والوں کے دلوں سے اسلامی تعلیمات کھرچ کھرچ کر نکالنے کے نت نئے طور طریقے اپنائے جن کے ذریعے اپنی گندی تہذیب، اپنے تہوار اور رسوم و رواج غیر محسوس طریقے سے جدیدیت اور روشن خیالی کے خوش نما غلاف میں لپیٹ کر ہمیں تھما دیے۔ کبھی ہماری ثقافت کو فرسودہ اور دقیانوسی قرار دیا، کبھی ہمارے تمدن کو داغدار کرنے کی کوشش کی، کبھی ہماری بود و باش اور معاشرت کو اپنے جیسا بنا دیا۔ کبھی ہماری تہذیب کو پرانی سوچ کہہ کر احساس کمتری کا شکار کیا گیا۔

اس سوچ سے مرعوب ہو کر ہمارے حکمران وعوام اس اسلامی ملک میں کرسمس ڈے کو سراہتے اور شمولیت اختیار کرتے نظر آتے ہیں، ہندوؤں کی ہولی کا تہوار منانے کی اجازت دے دی گئی، سکھوں کی بیساکھی کا میلہ بھی ہر سال نئے ترنگ اور رنگ کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ مسلمانوں میں ویلنٹائن ڈے کے نام پر دیوثیت کو پروان چڑھایا جانے لگا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہر گھر میں بے غیرتی ایک غیر محسوس شے بن رہ گئی، کبھی جشن بہاراں کی خوشیاں اختلاطِ مرد وزن کی شکل میں سامنے آتی ہیں کیونکہ شیطان کا کام ہی یہ ہے کہ وہ برائی اور بدی کو خوبصورت اور مزین کر کے پیش کرتا ہے۔ تفریح کا دلدادہ کھیل کود میں اس قدر مگن ہو جاتا ہے کہ اچھائی اور برائی میں فرق نہیں کر سکتا۔

اسی خطرے سے آگاہ کرتے ہوئے نبی مکرم، رسولِ رحمت جناب محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: ((لتتبعُنّ سنن من کان قبلکم)) ''البتہ تم ضرور بالضرور پہلی قوموں کی موافقت کرو گے۔'' اس کی تصدیق ہم آج کے ماحول اور معاشرے میں بخوبی دیکھ سکتے ہیں۔ مثلاً ایک ہندو، عیسائی اور یہودی کی شکل وصورت، لباس، رہن سہن اور عادات و اطوار میں اور ایک مسلمان کے طرز زندگی میں کچھ فرق

نظر نہیں آتا۔اسی خطرے کے پیش نظر آپ ﷺ نے اپنی امت کو یہود ونصاریٰ کی مخالفت پر زور دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ((خالفوا الیھود والنصاری)) ''لوگو! یہود ونصاریٰ کی مخالفت کرنا، (موافقت نہ کرنا)۔'' جب مسلمانوں نے اپنے نبی ﷺ کی بات پر کان نہ دھرے تو شاعر مشرق علامہ محمد اقبال کو بھی یہ کہنا پڑا:

کون ہے تارک آئینِ رسولِ مختار؟
مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار ؟
کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعارِ اغیار ؟
ہو گئی کس کی نگہ طرز سلف سے بیزار ؟
قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمد (ﷺ) کا تمھیں پاس نہیں

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود

مغربی تہذیب سے امت مسلمہ کو موصول ہونے والی غیر شرعی اور اخلاقیات کی تباہی کا باعث بننے والی رسوم کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جن کو امت مسلمہ کے افراد کم علمی، دین اسلام کی تعلیمات سے لاتعلقی کی وجہ سے قبول کر لیتے ہیں۔ ان میں سے ایک رسم اپریل فول کی ہے۔ اس رسم کے لیے یکم اپریل کے دن کا انتخاب کیا گیا ہے۔اس دن کو منانے کے لیے جھوٹ بول کر کسی کو دھوکا دینا، اور بیوقوف بنانا ہوتا ہے۔اس جھوٹ کو جتنی صفائی، حاضر دماغی اور مہارت کے ساتھ بولا جائے گا اتنا ہی قابل تعریف سمجھا جائے گا۔

سیدنا صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا ((أیکون المومن جبانا)) ''کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے ؟'' آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں۔ پھر آپ سے پوچھا گیا: ((أیکون المؤمن بخیلا)) ''کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟'' تو آپ ﷺ نے فرمایا :ہاں۔پھر آپ ﷺ سے پوچھا گیا: ((أیکون المؤمن کذابا)) ''کیا مومن جھوٹا ہوسکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا: نہیں۔'' (موطأ امام مالك)

مطلب واضح ہے کہ یہ ممکن نہیں کہ بندہ ایمان کا دعویٰ کرے اور پھر اس دعویٰ ایمان کے بعد جھوٹ بھی بولے۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((علیکم بالصدق فإن الصدق یهدی إلی البر...... ایاکم والکذب ، فإن الکذب یهدی إلی الفجور ، وإن الفجور یهدی إلی النار ، وما یزال الرجل یکذب ، ویتحری الکذب ، حتی یکتب عند الله کذابا .))

(صحیح بخاری: ٦٥٧٥ ومسلم: ٢٢٩٧)

''تم سچ کو لازم پکڑو، کیونکہ سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے،...... اور جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ گناہ کی طرف چلاتا ہے، اور گناہ موجب جہنم بن جاتا ہے۔اور بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے، اور جھوٹ کی تلاش میں رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ کے ہاں وہ جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔''

نبی کریم ﷺ سے صحیح معنوں میں وابستہ وپیوستہ لوگ اطاعت میں زندگی بسر کرتے ہیں یقیناً دنیا میں معزز وہی ٹھہرا جس نے شیاطین وطواغیت کے راستوں سے انکار کیا اور رب تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے فرامین، ہدایات اور احکامات پر عمل پیرا ہوا۔ اسلام کا نصاب (قرآن وحدیث) ہمیں عزت والے راستوں سے متعارف کرواتا ہے:

اور ''جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کی بدبو کے باعث اس شخص سے ایک میل دور ہوجاتا ہے۔'' (ترمذی)

یاد رکھئے ......!! اسلام صرف ان کاموں سے منع نہیں کرتا جن پر گناہ لازم آئے بلکہ اسلام ان کاموں سے بھی روکتا ہے جن کا کوئی فائدہ نہ ہو، ان میں وقت کا ضیاع ہو، اور کوئی ثواب وغیرہ نہ ملے۔ جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فضول وعبث رسوم و عادات سے روکتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه .))
(طبرانی کبیر: ۲۸۸۶، حدیث حسنٌ)
''آدمی کے بہترین اسلام کی یہ علامت ہے کہ وہ فضول اور لایعنی امور کو چھوڑ دیتا ہے۔''
ایک دوسرے کو بیوقوف ثابت کرنے اور مذاق کا نشانہ بنانا یا تحقیر وتذلیل کرنا اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:
﴿ لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ ﴾ [الحجرات: ۱۱]
''کوئی کسی سے مذاق مت کرے۔''
اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو جھوٹ گھڑنے سے ڈراتے ہوئے ارشادفرمایا:
﴿ إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴾ [النحل: ۱۰۵]
''جھوٹ تو وہی لوگ باندھتے ہیں جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے اور وہی لوگ اصل جھوٹے ہیں۔''
ایسے ہی ارشاد فرمایا: ''تباہی ہے ان لوگوں کے لیے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتے ہیں۔''
نبی کریم ﷺ نے ایسا مذاق کرنے صاف طور پر منع فرمایا جس میں کسی کو اذیت یا نقصان پہنچنے کا خدشہ ہو۔ ڈرانے اور دھمکانے کی غرض سے مذاق کرنا جائز نہیں ہے۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے بیان فرمایا:
((أنهم كانوا يسيرون مع رسول الله ﷺ في ميسر ، فنام رجل منهم ، فانطلق بعضهم إلى نبل معه فأخذها ، فلا استيقظ الرجل فزع فضحك القوم ، فقال ، (ما يضحككم؟) فقالوا: لا ، إلا أنا أخذنا نبل هذا ، ففزع . فقال رسول الله ﷺ: (لا يحل لمسلم أن يروع مسلما .) (رواه ابوداود: ۵۰۰۴، وأحمد: ۲۲۵۵۵، واللفظ له صححه الشيخ الألباني في صحيح الجامع: ۷۶۵۸)
''وہ نبی ﷺ کے ساتھ سفر میں جا رہے تھے، تو ان میں سے ایک آدمی سو گیا اور کچھ لوگ اس کا تیر پکڑنے لگے، جب وہ آدمی بیدار ہوا تو وہ ڈر گیا، جسے دیکھ کر لوگ ہنس پڑے، تو آپ ﷺ نے ہنسنے کی وجہ پوچھی، تو لوگوں نے بتلایا: ہم نے تو صرف اس کا تیر پکڑا ہے، جس سے یہ ڈر گیا ہے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان کو ڈرائے۔'' (یعنی ہنسی مذاق میں بھی کسی مسلمان کو ڈرانا جائز نہیں۔)
اس جھوٹ کی وجہ سے کتنے ہی لوگ پریشانی میں مبتلا ہوتے ہیں، جھوٹ بولنے والا یہ نہیں دیکھتا کہ میں جس کو پریشان کرنے والا ہوں وہ دل کا مریض ہے، بوڑھا ضعیف ہے، وہ میرے اس جھوٹ کو برداشت بھی کر سکے گا یا نہیں۔
ہمارے اس روشن خیال معاشرے میں روشن مزاج افراد بطور مزاح جھوٹ بولنا جائز سمجھتے ہیں۔ حالانکہ شریعت مطہرہ نے ایسے فعل کو بڑی غلطی سے تعبیر فرمایا ہے۔ جھوٹ بولنا حرام کام ہے خواہ مزاح کے انداز میں بولا جائے یا ارادۃً بولا جائے۔
سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
((إني لأمزح ولا أقول إلا حقا .)) (رواه الطبراني في "المعجم الكبير" ۱۲/ ۳۹۱ وصححه الشيخ الألباني "صحيح الجامع" ۲۴۹۴)
''میں مزاح میں بھی حق ہی بولتا ہوں۔''
اسی طرح کسی شخص کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ ماحول کو خوشگوار بنانے کے لیے مردہ دل ماحول کو زندہ دلی میں بدلنے کے لیے وہ جھوٹ گھڑ کر بیان کرے۔ سیدنا بہز بن حکیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد (حکیم) نے اپنے والد (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) سے روایت

کیا، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے:

((ويل للذي يحدث ليضحك به القوم، ويل له)) (ابو داود، حديث: ٤٩٩٠)

''ہلاکت ہے اس کے لیے جو اس نیت سے جھوٹ بولے کہ اس سے لوگ ہنسیں، ہلاکت ہے اس کے لیے، ہلاکت ہے اس کے لیے۔''

مگر اس حدیث کے پیش نظر ہمارے معاشرے میں فنکار لوگ اس فن کو بطورِ عبادت پیش کرتے ہیں۔ کہ ہم بہت اچھا کام کر رہے ہیں، وہ لوگ جو مرجھائے دلوں کے ساتھ گھروں کو لوٹتے ہیں، مہنگائی اور کاروباری پریشانیوں میں غرق ہوتے ہیں ان کے چہروں پر مسکراہٹ لانے کے لیے ہم اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ حالانکہ دین اسلام ایک بہترین نظام حیات ہے۔اس میں ہر پریشانی اور غم کا سامنا کرنے کی جسمانی و روحانی تربیت دی گئی ہے۔صبر وشکر اور محنت کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ذی شان ''مومن کے لیے خیر ہی خیر ہے، وہ پریشانی میں صبر کر کے بھی اللہ کو راضی کرتا ہے اور اجر پاتا ہے، اور خوشی میں بھی شکر کرتا ہے اور اجر پاتا ہے۔'' بہت حوصلہ افزا فرمان ہے۔

عبداللہ بن سائب بن یزید اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا:

((لا يأخذن احدكم متاع أخيه لاعبا ولا جادا، ومن أخذ عصا أخيه فليردها.)) (رواه ابوداود: ٥٠٠٣، والترمذي: ٢١٦٠ وحسنه الشيخ الألباني في "صحيح الجامع": ٧٥٧٨)

''تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی کوئی چیز ہرگز نہ لے، نہ ہنسی مذاق میں اور نہ حقیقت میں۔اور جس نے اپنے بھائی سے (کوئی) لاٹھی (بھی) لی ہو تو اسے واپس کر دے۔''

قارئین محترم! آپ نے نبی علیہ السلام کے فرامین ملاحظہ فرمائے جن میں جھوٹ کی ہمہ اقسام سے آپ ﷺ نے اپنی امت کو بچنے کی تلقین فرمائی۔ اللہ رب العزت ہم سب کو دین اسلام کا صحیح فہم اور جملہ رسوم سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

تبصرۂ کتب

تبصرے کے لیے کتاب کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے

وردالخطباء

تالیف: مولانا محمد اسلم گھلوی

ضخامت: ۳۶۰ صفحات

قیمت: -/۳۰۰ روپے

ناشر: دارالکتب السّلفیہ، اقراء سنٹر، اردو بازار، لاہور

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

زیر تبصرہ کتاب مولانا محمد اسلم گھلوی صاحب نے تبلیغی نقطہ نظر سے جمع وترتیب دی ہے۔ مواد کے اعتبار سے اور اسباق وخطبات اور دروس کے سلسلے میں یہ کتاب کارآمد کہی جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ ''وردالخطباء'' یعنی یہ کتاب نوآموز خطیب حضرات کے لیے بار بار پڑھنے کے لیے لکھی گئی ہے تاکہ عوام الناس کے لیے خطبہ وغیرہ دیتے وقت آسانی رہے۔ مؤلف موصوف ایک پرانے مدرس ہیں۔ ان کی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ کتاب کے ابتدائی صفحات ۵ تا ۱۲ میں مؤلف کے حالات وواقعات درج ہیں۔

مؤلف موصوف نے کتاب کے صفحہ نمبر ۱۵ پر خطبائے کرام سے ایک گزارش فرمائی ہے کہ

''گرامی قدر علمائے کرام وخطباء حضرات کے لیے مضمون کی نشان دہی کی ہے کہ اس طرز پر آپ اپنے مضمون کو کم یا بڑھا سکتے ہیں۔ فضائل واصلاح معاشرہ ودیگر مضامین پر جتنی بھی کتب تحریر شدہ ہیں ان میں تقریباً ایک ہی قسم کے واقعات ہوتے ہیں۔ اس کے بجائے ہر مصنف کو تھوڑی سی کوشش کر کے نئے اسباق، نئی چیزیں اور نئے واقعات اپنی کتاب میں داخل کرنے چاہئیں۔ قرآن وحدیث، تفاسیر اور تاریخ میں بہت سا مواد موجود ہے، ہم نے اس کتاب میں یہ کمی پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔''

جناب مؤلف کی خدمت میں گزارش ہے کہ انھوں نے اس کتاب پر مواد جمع کرنے کے اعتبار سے بڑی محنت فرمائی ہے اور وہ بڑا لائق تحسین کام کیا ہے مگر اس کی پروف خوانی اور تحریری اسلوب میں جدت میں کمی واقع ہوگئی ہے۔ کمپوزنگ کے بعد کسی ادیب یا تحریر خواں کی خدمت میں یہ کتاب ارسال کی جاتی تو یہ سقم دور ہوسکتا تھا۔ مؤلف موصوف کے ہم نام جناب مولانا محمد اسلم شاہدروی نے مقدمہ تحریر کیا ہے۔ اس میں انھوں نے کمپوز شدہ مسودے سے پہلے کتابت والے مسودے میں اغلاط کی نشاندہی کا ذکر کیا ہے مگر یہ اغلاط دوبارہ رہ گئی ہیں، یا مزید واقع ہوگئی ہیں۔ کسی دوسرے ایڈیشن میں اس کمی کو پورا کیا جاسکتا ہے۔

بہرحال کتاب میں تاریخی، تحقیقی، تفسیری مواد بہت زیادہ رکھا گیا ہے۔ نئی نئی معلومات اور واقعات بھی درج کتاب ہیں۔ اہل شوق کے لیے ایک کارآمد کتاب ہے۔ کتاب کے موضوعات کی ترتیب کچھ اس طرح ہے۔ اہمیت علم، تمام مخلوق مواحدہ ہے، مرضی کی توحید غیر مسلم بھی مانتے ہیں، انبیاء کا اوّلین فریضہ، اسماء القرآن، قرآن پاک کی آفاقیت، شان رسالت، اطاعت رسول، اسلام میں فقراء کی اہمیت وغیرہ موضوعات پر خطبات لکھے گئے ہیں۔

بچوں کا احتساب

مؤلف: پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی حفظہ اللہ

ضخامت: ۱۷۶ صفحات

قیمت: -/۱۲۰ روپے

خصوصیات: عمدہ طباعت وکاغذ، مجلد اور خوب صورت ٹائٹل، کمپیوٹر کمپوزنگ

ناشر: دارالنور، اسلام آباد، فون نمبر: 051-2575158

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

زیر تبصرہ کتاب بچوں کی تربیت اور ان کی فطرتِ اسلام پر پیدا ہونے کی صورت میں ان کی تمام زندگی اسلام کے نقوش اور اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کے لیے لکھی گئی ہے۔

بچے اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہیں۔ ان کے پیدا ہونے کی بڑی خوشیاں ہوتی ہیں۔ ان سے لاڈ اور پیار بے انتہا کیا جاتا ہے، ان کی پیدائش پر طرح طرح کے فنکشن اور مٹھائیاں تقسیم کر دی جاتی ہیں۔ اگر نہیں کیا جاتا تو وہ بچوں کی تربیت ہے، جس کا اہتمام الا ماشاء اللہ ہم بھول ہی جایا کرتے ہیں۔

زیر نظر کتاب اسی تربیت اور بچوں کے احتساب کی خاطر محترم مؤلف نے مرتب فرمائی ہے۔ اس کتاب کے صفحہ نمبر ۳۰ پر چار سوال درج ہیں۔ ان چار سوالات کے جوابات پر یہ کتاب ترتیب دی گئی ہے۔ سوالات ملاحظہ فرمائیں۔

۱: کیا بچوں کو نیکی کا حکم دینا شرعاً ثابت ہے؟ کیا ہمارے نبی کریم ﷺ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بچوں کو نیکی کا حکم دیا کرتے تھے؟

۲: کیا بچوں کو برے کاموں سے روکنا ثابت ہے؟ کیا ہمارے نبی محترم ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم بچوں کو غلط کاموں سے روکنے کا اہتمام کیا کرتے تھے؟

۳: بچوں کا احتساب کرتے ہوئے کون سے درجات، اسالیب اور وسائل استعمال کیے جائیں؟

۴: بچوں کا احتساب کون کرے؟

ان مذکورہ سوالات کے جوابات قرآن وسنت، احادیث مبارکہ کے صحیح ذخیروں اور علمائے امت رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال سے اخذ وترتیب کے بعد جمع کر دیے گئے ہیں۔ یہ کتاب بچوں کی تربیت کے حوالے سے بڑی شان دار اور صحیح مواد پر مشتمل ہے۔ اللہ کریم کتاب کے مؤلف محترم کو جزائے خیر سے نوازے، جنھوں نے بچوں کے اس تربیتی ودنیاوی مسئلے کو بڑی شرح وبسط سے مرتب فرمایا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

یہ کتاب ہر گھر میں پڑھی اور پڑھائی جانی چاہیے۔



ضروری اعلان

ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور میں مضامین ارسال کرنے والے خواتین وحضرات درج ذیل باتوں کا ضرور خیال فرمایا کریں:

- مضمون کاغذ کی ایک طرف لکھا ہو، صاف ستھرا اور حاشیہ چھوڑ کر لکھیں۔
- مضمون مدلل، باحوالہ، آیت، حدیث اور کتب کے نام وصفحہ نمبر مکمل تحریر فرمائیں۔
- جلسوں، کانفرنسوں کے اشتہارات یا اعلانات بھیجنے والے احباب اس کا اعلان جلسہ یا کانفرنس کے انعقاد سے پندرہ دن پہلے ارسال کر دیا کریں، نیز ان جلسوں یا تقاریب کی رپورٹ وغیرہ شائع کرنے سے ادارہ قاصر ہے۔
- مضمون ارسال کرنے والے شائع ہونے کے لیے اپنی باری کا انتظار کیا کریں نیز غیر معیاری مضامین کی اشاعت سے ادارہ معذرت خواہ ہے۔ امید ہے قارئین دفتر الاعتصام سے تعاون کریں گے۔ (منیجر)

فہرست اردو کتب

محمد عطاء اللہ حنیف لائبریری، دارالدعوۃ السّلفیہ، لاہور

۲۹۷ء۴۱۸ شیخ الاسلام ابن تیمیہ
۱۲۳۱ر اسلام اور غیر اسلامی تہذیب، ص: ۱۸۸۔ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنو۔

۲۹۷ء۴۱۸ مولانا محمد اسماعیل صاحب
۴۲ر امداد الفتاح فی توضیح الایضاح، ص: ۱۶۰۔ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند، یو۔ پی۔

۲۹۷ء۴۱۸ ڈاکٹر رانا محمد اسحاق
۳۷۸ر اتباع محمد ﷺ، ص: ۲۴۰۔ ادارہ اشاعت اسلام، لاہور

۲۹۷ء۴۱۸ شیخ الاسلام ابن تیمیہ
۱۱۲۳۱ ائمہ سلف اور اتباع سنت، ص: ۱۳۱۔ طارق اکیڈمی، فیصل آباد۔

۲۹۷ء۴۱۸ مولانا محمد اسماعیل شہید (مجموعہ ۷ کتب)
۴۲ر ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت والصریح، ص: ۱۶۲۔
۲۔ رسالہ اشارہ مستمرہ۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (فارسی)، ص: ۸۔ مکتبہ عربیہ گلی نمبر۴، بیڈن پورہ، قرول باغ، نئی دہلی۔
۳۔ رسالہ رفع سبابہ تشہد، فتاویٰ مختلف العلماء، ص: ۱۶۔
۴۔ رسالہ حرمت نکاح متعہ، زین الدین بن غلام الدین، ص: ۱۸۔
۵۔ صراطِ الاھتداء فی بیان الاقتداء، مولوی احمد حسن صاحب، ص: ۳۳۔
۶۔ نظم البیان فی ابطال البدع والطغیان، مولوی عبدالعزیز عظیم آبادی، ص: ۸۸۔
۷۔ ہدایت المومنین برحاشیہ سولات عشرۂ محرم۔ مولانا سیّد اولاد حسن، ص: ۳۲۔

پروفیسر مولانا حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ کے قتل کی مذمت واظہارِ تعزیت

عظیم سکالر، ترجمانِ اسلام، مفکر مسلک اہل حدیث حضرت مولانا حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ کے اندوہ ناک واقعہ قتل پر پورے ملک کی سنجیدہ اور صحیح الفکر شخصیات نے افسوس، غم اور غصے کے اظہار کے ساتھ ساتھ مرحوم کی خدمات پر بھی تبصرہ فرماتے ہوئے ان کی مغفرت وبلندیِ درجات کے لیے دعائیں فرمائی ہیں۔ تعزیت کرنے والوں کے پورے بیانات کی بجائے ان کے ناموں پر اکتفا کیا جارہا ہے۔

۱۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن ازہری حفظہ اللہ لاہور۔ ۲۔ حضرت مولانا افتخار احمد ازہری، میرپور خاص۔ ۳۔ مولانا محمد یٰسین شاد، ملتان۔ ۴۔ محمد رمضان یوسف سلفی، فیصل آباد۔ ۵۔ پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد شریف شاکر، فیصل آباد۔ ۶۔ حکیم یحیٰی عزیز ڈاہروی، کوٹ رادھاکشن۔ ۷۔ میاں محمد یوسف آپٹیکل قصور۔ ۸۔ حافظ ریاض احمد عاقب اثری، ملتان۔ ۹۔ مولانا عبدالرحیم اظہر ڈیروی۔ ۱۰۔ پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی، منکیرہ۔ ۱۱۔ مولانا عبدالقیوم انصاری، لاہور۔ ۱۲۔ ملک عبدالرشید عراقی، سوہدرہ۔ ۱۳۔ حافظ عبدالشکور مدنی، لاہور۔ ۱۴۔ محمد احمد طاہر، لاہور۔ ۱۵۔ قاری عبدالقیوم بن حافظ علم الدین، عارف والا۔ ۱۶۔ مولانا محمد یوسف انور فیصل آباد۔ ۱۷۔ مولانا سعید احمد چنیوٹی، فیصل آباد۔ ۱۸۔ قاری احمد حسن، جگانوالہ۔ ۱۹۔ ڈاکٹر حافظ فیض الرحمٰن شاہ، سرگودھا۔ ۲۰۔ ابوطلحہ عثمان، رحمۃ للعالمین اسلامک سنٹر، بھگت پورہ لاہور۔ ۲۱۔ منیر قمر، منیجر مجلہ الاخوہ لاہور۔ ۲۳۔ قاضی محمد رمضان صدیقی منڈی بہاء الدین۔ (محمد سلیم چنیوٹی)
